عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر 12 ★ جلد 39/7

فروری 2004ء

ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ

صدر، وزیراعظم اور چیف الیکشن کمشنر خصوصی توجہ فرمائیں

میں یہاں ہوں اور میرا دل مدینہ میں ہے

قربانی کے روحانی، مالی اور معاشرتی فائدے

ملک بھر کے دینی مدارس سے اپیل

بنگلہ دیش حکومت کا قادیانی گروہ کے خلاف مستحسن اقدام

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور قادیانی جماعت کا کردار

قادیانیت اسلام کا ایک متوازی مذہب یا اسلام کا ایک فرقہ

فتنہ قادیانیت کا استیصال اور علامہ انور شاہؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر 12 ☆ جلد 7 / 39

بانی، مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان

سرکولیشن منیجر رانا محمد طفیل جاوید

منیجر قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد ○ حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ○ مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین ○ مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی ○ مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا غلام مصطفیٰ ○ مولانا عزیز الرحمن ثانی
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ○ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ○ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ○ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ○ شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ ○ شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہؒ

حضرت مولانا عبد الرحمن میانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

رابطہ: دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ، ملتان۔ پاکستان
فون ۵۱۴۱۲۲ - فیکس ۵۴۲۲۷۷

ناشر، صاحبزادہ طارق محمود، مطبع، تشکیل نو پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت، جامع مسجد ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

بنگلہ دیش حکومت کا قادیانی گروہ کے خلاف مستحسن اقدام	صاحبزادہ طارق محمود	3
حکومت اور متحدہ مجلس عمل کا سمجھوتہ	ادارہ	6
صدر وزیر اعظم اور چیف الیکشن کمشنر توجہ فرمائیں	ادارہ	7
قادیانیوں کو شرانگیز حرکتوں سے روکا جائے	ادارہ	8
پاکستان بھر کے خوشنویسوں سے التماس	ادارہ	10

مقالات ومضامین

مسئلہ قربانی پر ایک نظر	مولانا فیض احمد مدظلہ	11
میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے	مولانا عبدالقدوس	21

ردقادیانیت

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور قادیانی جماعت کا کردار	صاحبزادہ طارق محمود	23
قادیانیت ایک متوازی مذہب	مولانا محمد خالد	27
فتنہ قادیانیت کا استیصال اور حضرت علامہ سید انور شاہ کاشمیریؒ	مولانا قاضی احسان احمد	30
تحقیقات دستگیر یہ فی رد ہفوات براہین	مولانا غلام دستگیر قصوریؒ	35
سالانہ جلسہ اسلامیہ قادیان کی روئیداد	منشی مولا بخش کشتہؒ	41
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	48
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

بنگلہ دیش حکومت کا قادیانی گروہ کے خلاف مستحسن اقدام!!!

بنگلہ دیش حکومت نے قادیانی جماعت کے لٹریچر کو ممنوع قرار دے کر چھاپنے' رکھنے اور تقسیم کرنے پر پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ وزارت داخلہ نے ایک حکم جاری کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ بنگلہ دیش میں قادیانی مذہب سے متعلق لٹریچر کی اشاعت' تقسیم اور تشہیر پر پابندی لگا دی ہے۔ آئندہ کوئی شخص قادیانی جماعت کا لٹریچر اپنے پاس نہ رکھ سکے گا۔ خلاف ورزی کی صورت میں قانونی کاروائی عمل میں لانے کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔

مورخہ 10 جنوری 2004ء کے قومی اخبارات نے بنگلہ دیش حکومت کی طرف سے قادیانی لٹریچر کو خلاف قانون قرار دیئے جانے کی خبر کو نمایاں سرخیوں سے شائع کیا۔ آمدہ شدہ اطلاعات کے مطابق بنگلہ دیش کے مسلمانوں میں قادیانی گروہ کی مذہبی تبلیغ اور تشہیر کے حوالے سے تشویش پائی جاتی تھی۔ دینی حلقے بنگلہ دیش میں قادیانی جماعت کی پراسرار سرگرمیوں پر خاصے مضطرب تھے۔ دینی جماعتوں کے رہنما اور علماء حکومت سے مطالبہ کر رہے تھے کہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیوں' ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا نوٹس لیا جائے۔ ڈھاکہ اور بعض دوسرے شہروں میں بنگلہ دیش کے مسلمانوں نے قادیانیوں کی اسلام دشمنی کے خلاف مظاہرے کر کے حکومت کو متوجہ کیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا میمورنڈم امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ 1984ء اور ان کی دینی شرعی حیثیت کے حوالہ سے بعض ضروری دستاویزات بنگلہ دیش کی حکومت کو پہنچائیں۔ مجلس کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد صاحب نے ایک یاداشت کے ذریعہ بنگلہ دیش کے وزیر اعظم کو مطلع کیا کہ قادیانی بنگلہ دیش کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا کر سیاسی' دینی اور اقتصادی طور پر نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ وزیر اعظم بیگم خالدہ ضیا صاحبہ مبارک باد کی مستحق ہیں کہ انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی یاداشت و درخواست پر اور اپنے عوام کے دینی جذبات کا احترام کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے خلاف مستحسن قدم اٹھایا ہے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق بنگلہ دیش کی قادیانی جماعت نے ایک لاکھ تعداد کا دعویٰ کیا ہے۔ قادیانی جماعت کا یہ دعویٰ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ جماعت نے ہمیشہ مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ پاکستان میں قادیانی جماعت کے افراد کو جماعتی احکامات کے تحت نہ تو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت ہے اور نہ ہی وہ مردم شماری میں حصہ لیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کا لاکھوں کی تعداد کا دعویٰ کیا مضحکہ خیز نہیں؟۔ 1970ء میں متحدہ پاکستان کے عام انتخابات کے بعد بنگلہ

دیش کے بانی شیخ مجیب الرحمن نے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم سے ایک ملاقات میں کہا تھا کہ:

''یہ قادیانیت' مرزائیت مغربی پاکستان کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ قادیانی جانور نہیں ملتا۔'' (بحوالہ ترجمان اہل سنت کراچی' ختم نبوت نمبر ستمبر 1972ء)

یہ حوالہ بطور خاص پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کے دولخت ہونے سے قبل اور بنگلہ دیش کے منظر عام پر آنے سے پہلے شیخ مجیب الرحمن کے بقول وہاں جو جانور نہیں ملتا تھا اس کی افزائش نسل کی برق رفتاری اور موجودہ کثرت پر حیرانی کا اظہار ہی کیا جاسکتا ہے۔ بنگلہ دیش ایک مسلمان ملک ہے۔ وہاں کے مسلمان مذہب کے بارے میں حساس واقع ہوئے ہیں۔ بنگالی مسلمان اسلام سے دلی وابستگی اور اہلیت رکھتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں ہونے والے تبلیغی اجتماعات سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اہانیت خدا ورسول مقبول ﷺ' توہین صحابہؓ' اہل بیتؓ پر مشتمل قادیانی لٹریچر کو بنگلہ دیش کے مسلمان کیونکر برداشت کرسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دینی جذبات کے مجروح ہونے پر بنگلہ دیش کے غیور مسلمان سڑکوں پر نکل آئے۔ قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی اور 9 جنوری 2004ء تک مطالبات تسلیم کرنے کا انتباہ دیا گیا۔ مقام شکر ہے کہ بنگلہ دیش کے وزیراعظم نے مسلمان بھائیوں کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے اگرچہ قادیانی لٹریچر کو ممنوع قرار دیا ہے جو قادیانی جماعت کی ناپاک سرگرمیوں' مکروہ عزائم اور پس پردہ سازشوں کے پیش نظر ناکافی ہے۔

قادیانی جماعت کا بنگلہ دیش میں ظہور کسی خاص خطرے کی علامت ہے۔ اس گروہ نے اسلام اور مسلمانوں کے وجود کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ صفحات اس تاریخی تفصیل کے متحمل نہیں۔ بنگلہ دیش متحدہ پاکستان کا مشرقی بازو تھا۔ بھارت ان دو اکائیوں کے درمیان ایک سہا ہوا ملک تھا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں قادیانی جماعت نے گھناؤنا کردار ادا کیا۔ اس میں شک نہیں کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی اصل بنیاد معاشی ناہمواری اور اقتصادی بے انصافی تھی۔ ایم ایم احمد نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ایسی ناقص اقتصادی پالیسیاں وضع کیں جس سے معاشی بدحالی اور بداعتمادی نے بنگالیوں میں احساس محرومی کے سرطان کو پروان چڑھایا۔ مشرقی پاکستان کو کاٹ کر علیحدہ آزاد وخود مختار ریاست کے قیام کی جو سازش تل ابیب میں تیار ہوئی اسے ربوہ اور قادیان کے ذریعہ پروان چڑھایا گیا۔ دو مسلم بازاروں میں گھرے ہوئے بھارت کی مستقل گھبراہٹ کو دور کرنے کے علاوہ خاص مقصد یہ تھا کہ اس خطہ میں مسلمانوں کی قوت کو مستحکم نہ ہونے دیا جائے۔ ان کے نزدیک اس کا بہترین طے شدہ فارمولا مسلمانوں کی تقسیم در تقسیم ہے۔

بنگلہ دیش کے قیام کے بعد بلاشبہ وہاں اقتصادی ترقی' معاشی استحکام کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے۔ خاص طور پر بیگم خالدہ ضیا کی اقتصادی پالیسیوں نے بنگلہ دیش کو ترقی وخوشحالی کی راہ پر گامزن کیا ہے۔ سیاسی استحکام' معاشی ترقی اور مضبوط بنگلہ دیش اسلام دشمن قوتوں کو کیونکر گوارا کرسکتا ہے۔ بنگلہ دیش بنیادی طور پر ایک مسلمان ملک ہے۔ ماضی گواہ ہے کہ عالم اسلام کے ابھرتے ہوئے ممالک کو اقتصادی طور پر پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے یا معاشی طور پر دبا

دیا جاتا ہے۔ مشرق کے افق سے انڈونیشیا نے جیسے ہی سر اٹھایا اقتصادی طور پر مفلوج کر دیا گیا۔ انڈونیشیا کے قلب میں عیسائی ریاست قائم کر کے مستقل خطرے کی تلوار لٹکا دی گئی۔ خود ہمارا وطن عزیز اس کا زندہ ثبوت ہے۔ ہم ترقی کے دو قدم آگے بڑھاتے ہیں تو چار قدم پیچھے دھکیل دیئے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم جہاں سے چلے تھے وہیں کھڑے ہیں۔ یہاں تک کہ ایٹمی طاقت بننے کے باوجود ہمارا ایٹمی پروگرام محفوظ نہیں۔ ہمارا المیہ ہے کہ آج ہم سر اٹھا کر نہیں سر جھکا کر جی رہے ہیں۔ اپنے جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے بنگلہ دیش خاص اہمیت کا حامل ہے۔ عالمی طاقتیں اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے دنیا کے مختلف خطوں کے ممالک کو استعمال کرنے کا فن جانتے ہیں۔

بنگلہ دیش میں قادیانی جماعت کا قیام اور کچھ مدت سے جاری شدہ سرگرمیاں اس امر کی غمازی کرتی ہیں کہ بنگلہ دیش کو کمزور کرنے' اس کی وحدت کو نقصان پہنچانے' اس کی تعمیر و ترقی کے عمل کو ناکام بنانے کی پس پردہ سازشوں پر عمل درآمد شروع کیا جا چکا ہے۔ موجودہ بنگلہ دیش یعنی سابقہ مشرقی پاکستان کے ماضی کے سیاسی رہنما یقیناً اس حقیقت کو نہیں بھولے ہوں گے کہ بنگالیوں کی اقتصادی و معاشی قتل کی ذمہ دار قادیانی جماعت تھی۔ متحدہ پاکستان کے اقتصادی ڈھانچے پر قابض قادیانی حکام اہل بنگلہ دیش کی غربت' افلاس اور پسماندگی کا باعث تھے۔ بنگلہ دیش کی موجودہ ترقی' خوشحالی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں کے عوام کو جیسے ہی قادیانی لابی کی اقتصادی غلامی سے نجات ملی وہ ترقی کے زینے طے کرنے لگے۔ بنگلہ دیش میں قادیانی جماعت کے بال و پر نکالنا خطرے کا آلارم ہے۔ وہاں تبلیغ کی آڑ میں' رفاعی کاموں کے لالچ میں' اقتصادی امداد کے خوشنما تعاون کے بدلے میں قادیانی جماعت اپنے آپ کو مستحکم کر کے اپنے آقاؤں کے مخصوص مفادات کے لئے سرگرم عمل ہے۔ بنگلہ دیش کے عوام' حکام اور حکومت اس سازش سے باخبر رہیں۔

دینی' مذہبی طور پر بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے قادیانیوں کے بارے میں وہی جذبات ہیں جو پاکستان کے مسلمانوں یا دیگر عالم اسلام کے مسلمانوں کے ہیں۔ بنگلہ دیش کے مسلمان قادیانیوں کو ہماری طرح مرتد اور زندیق سمجھتے ہیں۔ اسی باعث وہاں کے مسلمانوں نے ردعمل کے طور پر قادیانیوں کے خلاف مظاہرے کئے ہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ بنگلہ دیش کی حکومت قادیانیوں کے ناپاک عزائم سے ہوشیار رہے۔ اس سے پہلے کہ قادیانی گروہ سرکاری سطح تک رسائی حاصل کر لے۔ بین الاقوامی آقاؤں کی مدد سے بنگلہ دیش کے کلیدی عہدوں پر براجمان ہو جائے۔ یا حکومتی سطح پر اس قدر اثر و رسوخ حاصل کر لے کہ خواجہ ناظم الدین کی طرح حکومت بھی قادیانی اثر و نفوذ کے سامنے بے بس دکھائی دے۔ قادیانی فتنہ کو بنگلہ دیش میں یوٹرن کے لئے مجبور کر دیا جائے۔ بنگلہ دیش کی وزیر اعظم جناب محترمہ خالدہ ضیا صاحبہ ایک فہمیدہ اور معاملہ فہم خاتون ہیں۔ انہوں نے قادیانی گروہ کی تبلیغ کے حوالے سے پابندی کا جو اقدام اٹھایا ہے وہ جز وقتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قادیانیوں کو حکومتی سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

بنگلہ دیش اور وہاں کے عوام کے وسیع تر مفاد کے لئے ایک مضبوط و مستحکم بنگلہ دیش کے لئے اور قادیانی

جماعت کے مکروہ عزائم سے بچانے کے لئے اس اسلام دشمنی اور عالم اسلام دشمن جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ یاد رہے کہ 1974ء میں قادیانیوں کو سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں پارلیمنٹ کی سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ بعدازاں ان کی تبلیغ و تشہیر کی ممانعت کے ضمن میں 1984ء میں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تھا۔ بنگلہ دیش حکومت کو اپنے مستقبل کو بچانے کے لئے ایسے ہی اقدامات کی ضرورت ہے۔ قادیانی گروہ استعماری ایجنٹ رہے ہیں۔ اسلام کے بھیس میں اسلام کا دشمن اور عالم اسلام کے مسلمانوں کا قاتل۔

حکومت اور متحدہ مجلس عمل کا سمجھوتہ

تقریباً ایک سال کی مصالحانی کشمکش‘ مذاکراتی نشیب وفراز‘ سیاسی کھچاؤ تناؤ اور اعصاب شکن جنگ کے بعد مشرف جمالی حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان سمجھوتہ طے پا گیا۔ یہ سمجھوتہ عین اس وقت ہوا جب سارک کانفرنس سر پر تھی۔ حکومت اور انتظامیہ کی پوری مشینری کانفرنس کے انعقاد کے وسیع تر انتظامات میں مشغول تھی۔ تجزیہ نگاروں اور سیاسی صاحبان ہنر وفن کا کہنا ہے کہ حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان بالآخر یہ سمجھوتہ ہونا ہی تھا۔ سرحد اور بلوچستان میں متحدہ مجلس عمل کی قائم شدہ حکومتوں کو ان کی کمزوری سمجھ کر حکومت نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن متحدہ مجلس عمل حکومت کے گلے کی ہڈی ثابت ہوئی۔ جسے بالآخر حکومت نے تھوکنے کی بجائے نگلنے میں عافیت سمجھی۔ حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے مابین طے پانے والے سمجھوتے کی حمایت اور مخالفت میں بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری ہے۔ پاکستان کے وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے سمجھوتہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایل ایف او پر فریقین کے درمیان ہونے والا سمجھوتہ قومی مفاد میں کیا گیا ہے۔ اس میں کسی فریق کی ہار جیت نہیں۔ تاہم اس سمجھوتے کے بعد اس غیر یقینی صورتحال کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ جس سے پوری قوم پریشان تھی۔

حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان طے پانے والے معاہدے پر طائرانہ نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سمجھوتہ کے نتیجہ میں مشرف حکومت نے نقد اور فوری نفع پایا۔ جبکہ متحدہ مجلس عمل نے اپنی دنیا...... پر قائم کرنے کو ترجیح دی ہے۔ حکومت کی آئینی ترمیم ایم ایم اے کی حمایت سے دو تہائی اکثریت کے ساتھ منظور ہو گئی۔ 17 ویں ترمیم کی منظوری کے بعد جنرل پرویز مشرف کو پہلے سے زیادہ بااختیار صدر کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ اس ترمیم کی منظوری کے بعد انہیں فوجی سربراہوں کے تقرر کے علاوہ اسمبلیاں توڑنے کا اختیار بھی حاصل ہوگا۔ سمجھوتے کا تجزیہ کریں تو محسوس ہوتا ہے کہ صدر پرویز مشرف نے اپنی ذات کے حوالے سے کوئی سا مطالبہ تسلیم نہیں کیا۔ البتہ امور میں لچک دکھائی ہے۔ جن سے ان کی ذاتی حیثیت کے متاثر ہونے کا احتمال نہیں تھا۔ ججوں کی مدت ملازمت میں توسیع‘ لوکل گورنمنٹ سسٹم جیسے مطالبات کو متحدہ مجلس عمل تسلیم کروانے میں ضرور کامیاب رہی۔ اس طرح سرحد اور بلوچستان میں

متحدہ مجلس عمل کی حکومتوں کو کسی قدر تحفظ ضرور حاصل ہوا ہے۔ درحقیقت حکومت نے متحدہ مجلس عمل کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ جسے مجلس عمل کی قیادت نے قبل از وقت بھانپ کر کچھ لو اور کچھ دو کی شجاعت حسین پالیسی کو اختیار کرتے ہوئے درمیانی راستہ اختیار کیا۔

جنرل پرویز مشرف متحدہ مجلس عمل کی قیادت کو یقین دلا چکے ہیں کہ وہ دسمبر 2004ء تک وردی اتار دیں گے۔ لیکن اس ایک سال کے عرصہ میں دریا کے پل کے نیچے سے کتنا پانی بہہ جائے گا یہ تو اللہ کی ذات ہی بہتر جانتی ہے۔ متحدہ مجلس عمل اور حکومت کے درمیان طے پانے والے سمجھوتے کا ایک دلچسپ پہلو قابل ذکر ہے کہ اس معاہدے کے فوراً بعد صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے ریڈیو' ٹیلی ویژن پر قوم سے کمانڈو کی وردی پہن کر خطاب کیا۔ اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ وہ کسی قیمت پر وردی اتارنے کے لئے تیار نہیں۔ جنرل پرویز مشرف کو اس بات کا بخوبی علم ہوگا کہ وردی اور چھڑی کے بغیر پاکستانی قوم پر حکومت کرنا محال ہے۔ موصوف سربراہی کا مزہ لینے والے اپنے پیش رو جرنیلوں' صدر ایوب خان' صدر یحییٰ خان اور جنرل محمد ضیاء الحق کے تجربات اور پس پردہ طریق کار سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

متحدہ مجلس عمل کی قیادت نے اعلان کیا ہے کہ حکومت کے ساتھ سمجھوتہ طے پانے کے باوجود ایم اے کے ارکان پارلیمنٹ میں اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے۔ یہ اعلان بروقت اور ضروری تھا۔ ورنہ عوام الناس نے یہی تاثر قائم کرنا تھا کہ متحدہ مجلس عمل والے سمجھوتہ کے بعد حکومت کا حصہ ہیں۔ اس وقت مجلس عمل کی سب سے زیادہ مخالفت ایم آر ڈی کر رہی ہے۔ اپنے سیاسی مفادات کے حصول کے پیش نظر ایم آر ڈی کی کوشش اور خواہش تھی کہ دونوں فریقین کے درمیان سمجھوتہ نہ ہو اور ان کے درمیان کھینچا تانی کا عمل جاری رہے۔ حالات کی نزاکت کے پیش نظر اپنے مفادات' تحفظات کی خاطر حکومت سے سمجھوتہ کر کے اگرچہ حکمت اور دانشمندی کا ثبوت دیا ہے تاہم عوام اس سمجھوتے سے خوش نہیں۔ متحدہ مجلس عمل کو اب دہرا کردار ادا کرنا ہوگا۔ عوامی اعتماد کے حصول کی تحریک کو از سر نو استوار کرنا ہوگا۔ جس کے عوامی رابطہ مہم ضروری ہے۔ دوم اپنے قول و فعل اور عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ نہ تو مشرف جمالی حکومت کا حصہ ہیں نہ سرکاری اپوزیشن۔ جیسا کہ ان پر پاکٹ اپوزیشن کا لیبل لگایا جارہا ہے۔ متحدہ مجلس عمل کی مشکل یہ ہے کہ وہ دو صوبوں میں حزب اقتدار ہے۔ مرکز میں حزب اختلاف۔

جنرل صدر پرویز مشرف وزیراعظم اور چیف الیکشن کمشنر خصوصی توجہ فرمائیں

ایک اہم قومی مسئلہ

پاکستان کی قومی اسمبلی نے 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اس فیصلہ کے نتیجہ میں پاکستان

میں مسلم ووٹروں کے لئے ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کیا گیا۔

طرز انتخاب مخلوط ہو یا جداگانہ۔ ہر دو صورتوں میں مسلم و غیر مسلم کی ووٹر لسٹیں علیحدہ علیحدہ تیار ہوتی ہیں۔

گزشتہ انتخابات سے قبل مخلوط انتخابات کی آڑ میں ختم نبوت کا حلف نامہ حذف کر دیا گیا اور مسلم ووٹر لسٹوں میں مسلم و غیر مسلم کی تمیز ختم کر دی گئی تھی۔

حکومت کے اس اقدام کے خلاف لاہور میں مشترکہ آل پارٹیز قومی ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا جس میں ووٹر فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کرنے کا متفقہ مطالبہ کیا گیا۔ چنانچہ حکومت نے دوبارہ ختم نبوت کا حلفنامہ بحال کرنے کا اعلان کیا اور فہرستوں کی بقدر امکان تصحیح کی گئی۔

اب حال ہی میں نئے ووٹروں کے اندراج کے لئے فارم نمبر 4 شائع کیا گیا۔ اس میں پھر ختم نبوت کا حلف نامہ حذف کر دیا گیا۔ تاکہ قادیانی گروہ بھی مسلمانوں میں ووٹ درج کرا سکیں۔

حکومتی اداروں اور الیکشن کمیشن میں چھپے ہوئے قادیانیوں کی یہ کاروائی عملاً قادیانیوں کے متعلق قانون کو بے اثر کرنے کی سازش ہے۔

حکومت پاکستان اور الیکشن کمیشن سے ہمارا مطالبہ ہے کہ:

1 ...... فارم نمبر 4 میں ختم نبوت کا حلف نامہ بحال کیا جائے۔

2 ...... بغیر حلف نامہ کے جو نئے ووٹ بنے ہیں ان کو کینسل کر کے نئے ووٹ بنائے جائیں۔

3 ...... جس شخص نے اس طے شدہ قومی مسئلہ کو متنازعہ بنایا ہے۔ اس کے خلاف کاروائی کر کے اسے قرار واقعی سزا دی جائے۔

4 ...... حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کے نام مسلم ووٹر لسٹوں سے الگ کرائے اور مسلمانوں سے درخواست ہے کہ مسلم ووٹر لسٹوں سے قادیانیوں کے نام خارج کرائیں۔

قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال اور اشتعال انگیز حرکتوں سے روکا جائے

ہم ساکنان چک نمبر 10/63 منشی والا تھانہ بڑا گھر تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ حسب ذیل گزارشات گوش گزار ہیں کہ:

☆............ ہم اس سے قبل بھی ایک درخواست اے ایس پی ننکانہ صاحب کی خدمت میں تحریری طور پر اس ضمن میں دے چکے ہیں کہ ہمارے گاؤں چک نمبر 10/63 منشی والا میں اکثریت نبی آخر الزماں ﷺ کو ماننے والوں کی ہے اور مسلمان ہیں۔

☆ .... ہمارے گاؤں میں موجود چند ایک گھر منکرین ختم نبوت (قادیانیوں) کے بھی ہیں جو کہ گاؤں میں آئے روز کوئی نہ کوئی دل آزاری والی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ جس سے مذہبی انتشار پھیلنے کا خدشہ ہے۔ اور آئے دن کوئی نہ کوئی نیا فتنہ جنم لے لیتا ہے۔

☆ .... حال ہی میں کرامت علی قادیانی اور اس کے بیٹوں مبشر قادیانی' عقیل قادیانی اور اظہر قادیانی وغیرہ نے اپنے گھروں پر سبحان اللہ' الحمد للہ اور ماشاءاللہ جیسے متبرک کلمات آویزاں کرر کھے ہیں۔ جس سے نبی آخر الزمان ﷺ کو ماننے والوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔

☆ .... مبشر قادیانی نے سوروپے والے اسٹام پیپر پر رانا محمد شفیق ولد خادم علی کو اپنی کوٹھی فروخت کردی ہے۔ جو کہ سراسر غلط ہے۔ اگر کوئی پولیس والا ان سے پوچھتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوٹھی فروخت کردی ہے۔

☆ .... جناب والا! ایک آزاد کمیشن مقرر کریں جو اس بات کی تحقیق کرے کہ اس کوٹھی میں کون رہتا ہے۔ اسٹام پیپروں میں کوٹھی رانا شفیق کے پاس ہے جبکہ اس کے مکین قادیانی ہیں۔

ان حالات میں اگر چک نمبر 10/63 مغشی والا کے قادیانیوں کو پابند قانون نہ کیا گیا اور انہیں شعائر اسلام کے استعمال سے نہ روکا گیا تو کسی بھی وقت امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ اہل علاقہ نے ضلعی انتظامیہ سے اپیل کی ہے کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے۔

العارضین: محمد حنیف ولد احمد علی (قوم راجپوت)...... محمد اسلم ولد سلطان (قوم راجپوت)...... عابد حسین ولد محمد شریف (قوم راجپوت)

بقیہ: فتنہ قادیانیت

خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں کررہے ہیں اور) قادیانیت کے استیصال کو اپنا مقصد حیات بنائے ہوئے ہیں۔ قادیانیت کے خلاف بے پناہ کام کے اجلے عنوانات اس ادارہ کا وہ کارنامہ ہے جس کی بنیاد پر یہ ادارہ عنداللہ وعندالناس انشاءاللہ سرخرو رہے گا۔ ہزاروں رضا کار' سینکڑوں کارکن اور سینکڑوں آتش نوا مقررین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احرار (کثیر تعداد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر جو مختلف زبانوں میں پوری دنیا کے اندر فری تقسیم کیا جاتا ہے۔ متداول کتب جو رد قادیانیت پر اپنی مثال آپ ہیں مجلس آئے روز شائع کرتی رہتی ہے۔) کے پلیٹ فارم سے اٹھ کر ملک کو یہ شعور دیا کہ قادیانیت کفر کا دوسرا نام ہے۔ عوامی سطح پر اس شعور کی بالیدگی احرار کے بغیر ناممکن تھی اور اس میں بھی شک نہیں کہ خاص اس محاذ پر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ احرار کی پرجوش قیادت فرمارہے تھے۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ موصوف نے اس مقصد کے لئے احرار ہی کو اپنا مکتبۂ فکر اور دائرۂ عمل بنایا۔

قادیانی فتنہ کا سد باب ہمارے بزرگوں نے کس کس طرح کیا۔ اس سلسلہ کی ایک نادر تحریر سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پاکستان بھر کے خوشنویسوں سے 30 جون 1974ء کا ایک عکس:

پاکستان بھر کے خوشنویسوں سے

التماس

شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضور سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقہ بگوشوں پر فرض ہے کہ وہ متنبی قادیان مرزا غلام احمد کی تصانیف اور مرزائی لٹریچر بالکل کتابت نہ کریں۔ قادیانی مذہب کی اشاعت میں کسی قسم کا حصہ لینا دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بیخ کنی کے مترادف ہے۔

حکومتِ پاکستان سے اپیل ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوتِ کاذبہ اور مجددیتِ باطلہ پر ایمان رکھنے والوں کو غیر مسلم اقلیت مشتہر کرے نیز "قادیانیت" کو اسی طرح خلافِ قانون قرار دے جیسے حکومتِ ایران نے بہائیت کو قرار دے رکھا ہے۔

سید انور حسین نفیس رقم

صدر پاکستان خوشنویس یونین

قسط نمبر 2

مسئلہ قربانی پر ایک نظر.....!

شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد دامت برکاتہم!

قربانی کا اہتمام ووجوب احادیث سے

حدیث نبوی ﷺ کی کوئی بڑی اور مستند کتاب ایسی نہیں ملے گی جس میں باب الاضحیہ (قربانی کا باب) یا ایسا کوئی دوسرا عنوان اور اس کے تحت کثرت سے قربانی کی احادیث درج نہیں۔ مثال کے طور پر مشکوٰۃ شریف جو ضخیم کتب حدیث کا خلاصہ یا دیباچہ ہے صرف اس کے باب الاضحیہ میں ۲۳ حدیثیں مذکور ہیں۔

قربانی کی احادیث کا استیعاب نہ تو مطلوب ہے اور نہ ہی ہیچمدان سے ممکن ہے۔ لہذا صرف چند حدیثیں نقل کرتا ہوں جن سے قربانی کی فضیلت واہمیت لزوم ووجوب، عموم وشمول روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔

۱..... ”عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله من وجد سعة فلم يضح فلا يقربن مصلانا. مسند احمد، ابن ماجه“ ﴿حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص (قربانی کی) استطاعت رکھتا ہو پھر قربانی نہ کرے تو وہ (ہرگز) ہماری عیدگاہ کے پاس نہ آئے﴾

ایسی سخت دھمکی وجوب قربانی کی کھلی دلیل ہے۔

۲..... ”عن ابن عمرؓ قال اقام رسول الله ﷺ بالمدينة عشر سنين يضحى. ترمذى، مشكوٰة شريف ج۱ ص۱۲۱“ ﴿حضرت ابن عمرؓ کا ارشاد ہے کہ حضور ﷺ دس سال مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے۔ اور ہر سال قربانی فرماتے رہے۔﴾

اس حدیث سے مواظبت اور پہلی حدیث سے ترک قربانی پر انکار ثابت ہے اور مواظبت مع الانکار وجوب کی بین دلیل ہے۔ مدینہ کے لفظ سے عموم بھی ثابت ہے کہ مکہ یا حاجی کی قید نہیں ہے۔

۳..... ”عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر احب الى الله من اهراق الدم وانه ليأتى يوم القيامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم ليقع بمكان من الله قبل ان يقع بالارض فطيبوا بها نفسا. ترمذى وابن ماجه“ ﴿یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے دن سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں خون گرانا ہے اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور اپنے کھروں سمیت آئے گا۔ یعنی یہ سب چیزیں وزن کی جائیں گی اور سب کا ثواب ملے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ قبولیت پالیتا ہے۔ تو ان قربانیوں کو پوری خوش دلی سے کیا کرو۔﴾

اس حدیث سے قربانی کی کس قدر فضیلت واہمیت ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز ہمیں بے کار معلوم ہوتی ہے وہ بھی اللہ کو مقبول ہے۔

۴...... ’’عن زید بن ارقمؓ قال قال اصحاب رسول اللہ ﷺ یارسول اللہ ﷺ ماھذہ الاضاحی قال سنة ابیکم ابراھیم علیه السلام قالوا فمالنا فیما قال بکل شعرة حسنة قالوا فالصوف یارسول اللہ قال بکل شعرة من الصوف حسنة ۰ مسند احمد' ابن ماجه ‘‘ ﴿حضرت زید بن ارقمؓ صحابی راوی ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے استفسار کیا کہ یہ قربانیاں کیا چیز ہیں۔آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔پھر صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ ہمارا ان میں کیا فائدہ ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا تو اون کا کیا حکم ہے یارسول اللہ! ارشاد فرمایا کہ اون کے ہر روئیں کے عوض ایک نیکی ہے۔﴾

اس حدیث سے فضائل قربانی کا اندازہ لگائیے۔

۵...... ’’وفی روایة قال (جندب بن عبداللہؓ) صلی النبی ﷺ یوم النحر ثم خطب ثم ذبح وقال من کان ذبح قبل ان یصلی فلیذبح مکانها اخری ۰ بخاری' مسلم' مشکوٰة ص ۱۲۹ ‘‘ ﴿حضرت جندب بن عبداللہؓ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بقرعید کے دن نماز پڑھائی۔پھر خطبہ دیا۔پھر قربانی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جو نماز ادا کرنے سے پہلے قربانی کر چکا ہے وہ اس کے عوض میں دوسری قربانی ذبح کرے۔﴾

اگر قربانی واجب ولازم نہ ہوتی تو اعادہ کا حکم کیوں ہوتا۔

۶...... ’’عن جابرؓ قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ عید الاضحی فلما انصرف اتی بکبش فذبحه فقال "بسم اللہ واللہ اکبر" اللهم هذا عنی وعمن لم یضح من امتی ۰ مسند احمد وابوداؤد وترمذی ‘‘ ﴿یعنی حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ بقرعید کی نماز پڑھی۔تو جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے آپ ﷺ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے ذبح کرتے ہوئے پڑھا:’’بسم اللہ واللہ اکبر‘‘ پھر یہ دعا کی کہ الٰہی یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔﴾

اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا ثواب دوسروں کو بھی پہنچایا جاسکتا ہے۔نیز آنحضرت ﷺ کو جو اپنی امت سے بے لوث شفقت تھی اس کی جھلک کا بھی اندازہ لگائیے۔

۸...... ’’عن حنش قال رائیت علیا یضحی بکبشین فقلت له ما هذفقد ان رسول اللہ ﷺ اوصانی ان اضحی عنه فانا اضحیٰ عنه ۰ ابوداؤد' ترمذی' مشکوٰة ج ۱ ص ۱۲۸ ‘‘ ﴿حضرت حنشؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دو مینڈھے قربانی کرتے ہوئے دیکھا اور سوال کیا کہ یہ کیا؟ تو آپ

نے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کروں تو میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتا ہوں۔

حضور ﷺ کی وصیت سے قربانی کی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہو سکے تو اکابر کی طرف سے بھی قربانی کر کے ایصال ثواب کرنا چاہیے۔

فائدہ: اگرچہ مذکورہ بالا دلائل عموم ''قربانی'' کے لئے بھی کافی ہیں۔ تاہم مزید چند حدیثوں کی طرف اشارہ کرتا ہوں جن سے بوضاحت معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے مدینہ طیبہ میں خود قربانی کی۔ یا کرنے کی ترغیب دی۔ صرف راوی اور ماخذ لکھا جائے گا۔

۱...... حضرت ابوسعید خدریؓ (مسلم شریف ج۲ص۱۵۸، مستدرک حاکم ج۴ص۲۳۲)
۲...... حضرت عائشہ صدیقہؓ (بخاری شریف ج۲ص۸۳۵)
۳...... حضرت جابرؓ (مسلم شریف ج۲ص۱۵۵)
۴...... حضرت ابن عمرؓ (سنن الکبریٰ ج۹ص۲۷۲)
۵...... حضرت انسؓ (بخاری شریف ج۱ص۲۳۱)
۶...... حضرت عائشہ صدیقہؓ (موطا امام مالک ص۱۸۸)
۷...... حضرت ابوزید انصاریؓ (ابن ماجہ ص۲۳۵)
۸...... حضرت ابن عمرؓ (نسائی شریف ج۲ص۱۷۹)
۹...... حضرت علیؓ (مستدرک ج۴ص۲۳۰)
۱۰...... حضرت سعدؓ (ابن ماجہ ص۲۳۵)
۱۱...... حضرت ابوامامہ بن سہلؓ (بخاری شریف ج۲ص۸۳۳)

ان کے علاوہ اور حدیثیں بھی اس موضوع پر کافی موجود ہیں۔ طوالت اور قارئین کے طبعی ملال کے اندیشہ سے انہی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

قربانی پر ساری امت کا اجماع اور متواتر عمل

اس باب میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے مبارک عہد سے لے کر اس گئے گزرے دور تک تقریباً چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں ہر سال لاکھوں، کروڑوں مسلمان کرہ ارضی کے اکناف واطراف میں قربانی کر کے اس فریضہ کا عملی ثبوت دیتے رہے ہیں۔ آج بھی جو چاہے عید قربان کے موقع پر مسلمانوں کی کسی آبادی میں جا کر اس قابل رشک قربانی کے عملی مظاہرہ کا مشاہدہ وتجربہ کر سکتا ہے۔ اس تواتر عملی کا انکار یا اسے بھی سازش قرار دینا ضد وعناد یا

خوش فہمی وخود فریبی کا بدترین مظاہرہ ہے۔

قربانی کے عوض قیمت کا صدقہ کردینا کافی ہے

بعض حضرات نہایت ناصحانہ انداز میں کہتے ہیں کہ قربانی کا مقصد تو فقراء ومساکین کی اعانت وامداد ہے جو نقدی خیرات کرنے سے بخوبی حاصل ہے۔ بلکہ اس میں زیادہ فائدہ ہے۔ کیونکہ گوشت اول تو صرف کھانے کے کام آتا ہے اور پھر اکثر ضائع کردیا جاتا ہے۔

اس کا جواب ایک اصول سے سمجھئے۔ وہ یہ کہ حق تعالیٰ نے کائنات کا ذرہ ذرہ دو چیزوں سے ملاکر بنایا ہے۔ ایک روح۔ ایک جسم۔ یعنی ہر چیز کی ایک صورت وہیئت ہے اور ایک حقیقت وماہیت۔ مثلاً انسان کو لے لیجئے۔ اس کی ترکیب وتالیف جسم وروح دونوں کے ملاپ سے ہے۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھئے کہ جیسے بدن کا کارآمد ومفید ہونا روح کے اتصال پر موقوف ہے۔ ورنہ روح اگر پرواز کر جائے تو بدن ایک لاشہ بے کار ہے۔ جسے آپ بھی زمین پر رہنے کا حق نہیں دیتے۔ بلکہ فوراً اسے زمین کی تہ میں گاڑ دیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح روح کا وجود بقاء اور فرائض کو انجام دینا بھی بدن کے اتصال وارتباط پر موقوف ہے۔ اگر بدن کو کوئی گزند پہنچ جائے تو روح فوراً پرواز کی تیاروں میں مصروف نظر آتی ہے اور یک وقت اپنے کاروبار سے دست بردار ہو جاتی ہے۔ ذرا کوئی بدن کو توڑ پھوڑ دے یا قدرتی طور پر اس کی گارنٹی ختم ہو جائے تو روح بھی نہیں ٹھہرتی۔ بلکہ پرواز کر جاتی ہے۔

پھر یہ بھی ملحوظ نظر رہے کہ جس طرح مجموعہ جسم کے لئے ایک مجموعہ روح ہے اسی طرح جسم کے ہر ہر جزو کے لئے جدا روح ہے جو اسی جزو کے ساتھ قائم رہ سکتی ہے۔ اگر وہ جزو نہ رہے تو اس کی روح بھی نہیں رہتی۔ یہ نہیں کہ وہ جزوی روح کسی دوسرے جزو میں منتقل ہو جائے۔ بلکہ بدن سے بالکلیہ جدا ہو جاتی ہے۔

مثلاً آنکھ کی روح بینائی ہے۔ اگر آنکھ کی شکل وصورت ٹھیک رہے تو بینائی باقی ہے اور اگر آنکھ پھوٹ جائے تو بینائی ختم۔ یہ نہیں ہوتا کہ کان میں چلی جائے۔ علیٰ ہذا کان کی روح سننا۔ ناک کی سونگھنا وغیرہ۔ غرض کہ جو عضو خراب وفنا ہوتا ہے تو اس کی روح نکل جاتی ہے۔

صورت وحقیقت کے اتصال کا اصول تکوینی ہی نہیں بلکہ تشریعی بھی ہے۔ ایک مجموعہ احکام اسلامیہ کی مشترکہ روح ہے۔ وہ ایمان اور تقویٰ ہے۔ دوسرے ہر ہر اسلامی حکم کی جدا جدا روح ہے جو مخصوص تقویٰ کی شکل میں اس جزوی حکم کی صورت پر حق تعالیٰ کی طرف سے فائض ہوتی ہے۔

ایک کافر ایمان وتقویٰ سے محروم شخص کتنی ہی نیکیاں کرے۔ قومی وملی اور وطنی جہاد میں کتنی ہی قربانیاں دے۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' صدقہ خیرات میں تمام ابنائے جنس سے گوئے سبقت کیوں نہ لے جائے مگر جب ایمانی روح اس میں نہیں ہے تو سب نیکیاں اور تمام قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں نمود سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔

’’والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء پ ۱۸ ‘‘﴿اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت ہو کہ پیاسا اس کو پانی خیال کرتا ہے۔﴾

غرض اگر نماز کی شکل بندہ اختیار کرے گا تو نماز کی روح اس میں ڈالی جائے گی۔ جب تک نماز کی شکل وصورت رکوع وسجود نہیں ہوگا تو اس کے ذریعہ سے جو تقویٰ جو قرب الٰہی حاصل ہونا تھا وہ ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص سال بھر نماز پڑھتا رہے مگر رمضان شریف کے روزے ندارد تو نہ وہ فریضہ صوم سے سبکدوش ہوسکتا ہے اور نہ اسے روزہ سے حاصل ہونے والا تقویٰ نصیب ہوسکتا ہے۔ یا یوں کہو اگر کوئی نیا مجتہد اپنے اجتہاد کے زور سے یہ سمجھ کر کہ کوئی روٹی سے مقصود ’’شکم سیری‘‘ ہے جو نمک سے بھی حاصل ہوسکتی ہے آخر نمک روٹی، سالن میں استعمال کرتے ہیں۔ روٹی کی جگہ ایک پاؤ نمک ہی پھانکنے لگے تو یقیناً کوئی بھی عقل مند باور نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے روٹی کے فوائد ومنافع میسر ہوں گے۔ بلکہ جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ ٹھیک اسی طرح پچاس روپے کی قربانی کے عوض کوئی سو روپے بھی فقراء پر تقسیم کردے تب بھی نہ فریضہ قربانی سے سبکدوش وبری ہوسکتا ہے اور نہ قربانی پر حاصل ہونے والے تقویٰ وقرب خداوندی سے محفوظ ہوسکتا ہے۔ بلکہ اگر اجتہاد کی یہی رفتار رہی تو کل کو زکوٰۃ ختم، پرسوں کو صوم وصلوٰۃ ہضم۔ حتیٰ کہ ایمان کے لالے پڑ جائیں گے۔

مدار اطاعت حکم ہے نہ حکمت

بعض احباب اس نظریہ کے شکار ہیں کہ جب تک اسلامی حکم کی حکمت ولم اور فلسفہ معلوم نہ ہو تب تک اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ پھر علماء سے پوچھنا شروع کردیتے ہیں کہ جی نماز میں کیا حکمت ہے۔ روزہ کی لم کیا ہے۔ حج کا فلسفہ کیا ہے۔ زکوٰۃ کی علت کیا۔ قربانی میں کیا راز ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

اگر کوئی عالم عدم استحضار یا عدم ضرورت یا کسی اور مصلحت سے جواب نہ دے تو فوراً اعتراض جڑنے شروع کردیتے ہیں تو جواباً گزارش ہے کہ:

’’اول تو آپ کے اس ’’کیا‘‘ ’’کیوں‘‘ کی علت کیا ہے۔ اگر اس کیوں، کیا کی علت ’’وہ‘‘ ہے تو اس ’’وہ‘‘ کی علت کیا ہے۔ انشاء اللہ! یہ وہ اور کیوں، کیا کے دور وچکر سے علت کا مسئلہ خود ہی سمجھ میں آجائے گا۔ پھر علماء وفقہاء کرام کی حیثیت شرعی احکام بتانے میں وہی ہے جو مروج قانون کے بارے میں جج صاحبان اور بیرسٹر حضرات کی ہے۔ یعنی اگر کسی مقدمہ کے فیصلہ میں کسی کو اعتراض ہو تو وہ عدالت سے یا وکیل صاحب سے یہ تو کرسکتا ہے کہ یہ فیصلہ، یہ ڈگری کون سی دفعہ کے تحت ہوئی ہے۔ لیکن یہ سوال ہرگز نہیں کرسکتے کہ اس دفعہ کی حکمت وعلت کیا ہے۔ جب تک اس کی حکمت وفلسفہ معلوم نہ ہوگا مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں۔ اگر کوئی عقل کا دشمن ایسا رویہ اختیار کر بیٹھے تو اس کے انجام سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

ٹھیک اسی طرح آپ علمائے کرام سے یہ سوال بے شک کرسکتے ہیں کہ اس مسئلہ کی دلیل کیا ہے۔ کون سی آیت، کون سی حدیث، یا قرآن وحدیث کا خلاصہ ’’فقہ‘‘ کے کون سے دفعہ کے تحت ہے اور فقہ کی کون سی معتبر کتاب میں ہے۔ مگر یہ

سوال آپ کا بالکل بے جا ہوگا کہ اس کی عقلی وجہ اور فلسفہ کیا ہے۔

حقیقت میں اصولی طور پر حکمت کا سوال قانون چلانے والے (جج یا قاضی) یا قانون بتانے والے (وکیل یا فقیہ و عالم) سے نہیں ہوسکتا۔ اگر ہوسکتا ہے تو قانون بنانے والے سے' آئین ساز اسمبلی سے کہ وہی اس قانون کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن ہمارے قانون ساز حضرات معصوم نہیں بلکہ تجربہ ومشاہدہ گواہ ہے کہ انسان کے ناقص علم' محدود تجربہ اور مستقبل سے بے خبری کی وجہ سے قانون سقم وضعف کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اس قانون میں ترمیم واصلاح کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو قانون بنتے ہی قانون بمع قانون ساز اسمبلی کے توڑ پھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلامی احکام' اسلامی قوانین کے بنانے والے ماضی کی طرح مستقبل سے بھی پورے باخبر' بندوں کے مصالح سے پورے واقف' ہر لحاظ سے بے طمع' بے لوث' رعایا پر مہربان' ہر حرف گیری سے پاک' ہر عیب سے بلند' ہر نقص سے بالا' میری مراد علیم وخبیر' رحمن ورحیم' صمد وقدیر' عالم الغیب والشہادۃ حق تعالیٰ شانہ کی ذات ہے۔

اگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کوئی ارشاد فرماتے ہیں تو وہ بھی حق تعالیٰ کی عطا کردہ عصمت سے معصوم اور انہیں سے اطلاع پا کر۔ لہٰذا یہاں قانون ساز سے بھی سوال کرنا خلاف شرع کے ساتھ خلاف عقل بھی ہے۔

''لایسئل عما یفعل وهم یسئلون پ۱۷'' ﴿وہ (اللہ تعالیٰ) جو کچھ کرتے ہیں کوئی ان سے باز پرس نہیں کر سکتا اور اوروں سے باز پرس ہو سکتی ہے۔﴾

ہاں! اگر وہ عالم الغیب ذات ہی کبھی قوم کے مزاج کے پیش نظر کوئی جزوی حکم بدل دے جیسا کہ مریض کی حالت دیکھ کر ماہر طبیب وڈاکٹر نسخہ تبدیل کر دیتا ہے تو یہ بات ہی اور ہے۔ (فلا یرد ماکاد یرد)

ایک غلطی فلسفہ پرست حضرات کی یہ بھی ہے کہ وہ حکمت وفلسفہ کو حکم کا مقصود اصلی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ نکتہ بعد الوقوع سے زائد درجہ نہیں رکھتے۔ اور اصل مقصود محض تعمیل حکم ہے۔ جو رضاء حق کا موجب ہے۔ یہ غلطی بعض اوقات تعطل وترک عمل تک پہنچا دیتی ہے۔ مثلاً جب کسی نے بتایا کہ وضو کی حکمت صفائی اور نماز کا فلسفہ جسمانی ورزش' ضبط اوقات' روزہ کی علت پرہیز' زکوٰۃ کا فائدہ نصرت مسکین' نماز جمعہ کا راز ہفتہ وار اجتماع' عیدین کی مصلحت سالانہ جلسہ' اور حج کا سربین الاقوامی کانفرنس یا ایسے اور اسرار ورموز ہیں تو فلسفہ پرست اس دھوکے میں آ سکتا ہے کہ میں صبح وشام صابن سے غسل کرتا ہوں اور پابندی کے ساتھ ورزش وغیرہ بھی خوب کرتا ہوں۔ کھانے میں بڑی احتیاط ہے یا ہاضمہ کی گولیاں موجود ہیں اور ہر قسم کے سیاسی' تفریحی اجتماع بھی نصیب ہوتے رہتے ہیں اور گیارہویں وغیرہ سے نصرت مسکین بھی۔

لہٰذا کپے مسلمان ہونے کے لئے نہ وضو اور نماز وروزہ کی ضرورت ہے۔ نہ حج وزکوٰۃ کی حاجت۔

حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ احکام سے مقصود دنیا وآخرت کی اصلاح اور حق تعالیٰ کی رضا وخوشنودی ہے اور بس۔ جو بدوں عمل کئے ناممکن نہیں تو متعذر ضرور ہے۔

تنبیہ: ان سطروں سے یہ اثر نہیں لینا چاہئے کہ حق تعالیٰ کے احکام حکمت اور بندوں کی مصلحت سے خالی ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ حکیم وعلیم ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی صفت بھی: ''الکتاب الحکیم پ ۱۱ '' ہے۔ ﴿حکمت سے پر کتاب۔﴾ اس کے ہر حکم میں بندہ کی دینی ودنیاوی' جسمانی وروحانی سینکڑوں مصلحتیں ودیعت ہیں۔ بلکہ اس غرض کا مقصد یہ ہے کہ مدار اطاعت حکم ہے نہ کہ حکمت۔ جب غلام کو معلوم ہو جائے کہ آقا کا یہ حکم ہے پھر خواہ حکمت معلوم ہو یا نہ۔ فوراً تعمیل میں لگ جاتا ہے۔ حکمت معلوم ہونے پر تعمیل کو موقوف رکھنا سراسر جہالت ہے اور عقل ونقل کے بھی خلاف ہے۔ غرضیکہ احکام الٰہی کے سامنے تو ایک مومن کی یہ حالت ہونی چاہئے:

زبان تازہ کردن باقرار تو
نیگیختن علت از کار تو

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اسجدوا الادم پ ۱ '' ﴿آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔﴾ سنتے ہی حکمت دریافت کئے بغیر ملائکہ سجدہ ریز ہوگئے تو معصومیت کا تمغہ پایا۔

''لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایومرون پ ۷ '' ﴿اللہ تعالیٰ جس چیز کا انہیں حکم دیتے ہیں وہ اس میں ذرا بھی نافرمانی نہیں کرتے۔﴾

مگر ابلیس لعین نے از راہ تکبر حکمت وللم کا سوال اٹھا کر ذلت ورسوائی اور پستی کے ایسے مقام میں رحمت سے دور جا گرا کہ جہاں سے اٹھنا محال ہے۔

''قال یا ابلیس مامنعک ان تسجد لما خلقت بیدی ۰ استکبرت ام کنت من العالین ۰ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ۰ قال فاخرج منھا فانک رجیم ۰ وان علیک لعنتی الی یوم الدین پ ۲۲ '' ﴿حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کون چیز مانع ہوئی۔ کیا تو غرور میں آ گیا یا یہ کہ تو واقع میں ایسے بڑے درجے والوں میں سے ہے۔ کہنے لگا کہ (شق ثانی واقع ہے یعنی) میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ (کیونکہ) آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس (آدم علیہ السلام) کو خاک سے پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بے شک تو (اس حرکت سے) مردود ہو گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت رہے گی قیامت کے دن تک۔ (بیان القرآن)﴾

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بھی اکثر احکام شرعیہ کو یہ کہہ کر کہ: ''ہماری سمجھ میں نہیں آتے۔'' ٹال دیتی تھی۔ حق تعالیٰ ان کی شکایت ومذمت میں فرماتے ہیں۔

''قالوا یاشعیب مانفقہ کثیرا مماتقول پ ۱۲ '' ﴿وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیب علیہ السلام بہت سی باتیں جو تم کہتے ہو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔﴾

ان آیات کے پیش کرنے کا مقصد خدانخواستہ حکمت کا سوال کرنے والوں کی تحقیر وتوہین ہرگز نہیں۔ بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ از راہ تکبر وغرور حکمت کا سوال کرنا یا حکمت کے علم کو مدار اطاعت ٹھہرانا غلطی ہے۔ مذکورہ بالا غلطیوں سے

بچتے ہوئے اگر نصوص کی حکمتیں اور اسرار وفوائد معلوم کئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بلکہ احکام کی حکمتیں معلوم کرنے سے اطمینان قلبی میں اضافہ اور مخالفین اسلام کے افہام وتفہیم میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ بعض حکمتیں خود قرآن وحدیث میں مصرح ہیں اور سلف صالحین کی تتبع وتلاش سے احکام قرآن کی حکمتوں کا کافی ذخیرہ جمع ہو چکا ہے۔ حضرت العلامہ ابن قیمؒ حضرت امام غزالیؒ حضرت شاہ ولی اللہؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ وغیرہ اس میدان میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔

قربانی کے روحانی ومالی اقتصادی اور اخلاقی ومعاشرتی فائدے

۱...... قربانی کا سب سے پہلا اور بڑا فائدہ قرب الٰہی ہے۔

''القربان یایتقرب به الی اللّٰه · مفردات راغب ص۴۰۸ '' ﴿قربانی وہ چیز ہے جس سے قرب الٰہی حاصل ہو۔﴾

تشریح:...... ظاہر بات ہے کہ قربانی ایک حکم الٰہی ہے اور حکم الٰہی کی تعمیل عین قرب الٰہی ہے۔

۲...... قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت اور یادگار ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام وحضرت اسماعیل علیہ السلام جانی قربانی پر پوری طرح آمادہ ہو چکے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے صاحبزادے کو ماتھے کے بل لٹا کر ذبح کرنا چاہا تھا اور اسلام وتفویض کلی کا کامل ترین مظاہرہ فرما رہے تھے۔ غیب سے ندا آئی کہ ابراہیم علیہ السلام بس بس رہنے دو۔ بات پوری ہوگئی۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فلما اسلما وتله للجبین · ونادینه ان یاابراهیم · قدصدقت الرئویا پ۲۳ '' ﴿پس دونوں نے (خدا کے حکم کو) تسلیم کیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا (کہ ذبح کریں) ہم نے ان کو آواز دی اے ابراہیم علیہ السلام (شاباش ہے) تم نے خواب کو خوب سچا کر دکھایا۔﴾

پہلے احادیث میں گزر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ایک استفسار پر فرمایا کہ قربانی تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (مسند احمد وابن ماجہ)

تو مسلمان کا فرض ہے کہ قربانی کے وقت جذبات ابراہیمی علیہ السلام اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور دل میں یہ جذبہ موجزن ہو کہ اگر کسی موقع پر راہ خدا میں جان سپاری کا وقت آیا تو سب سے پہلے میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کروں گا۔ یہی پاکیزہ خیالات وجذبات قربانی کی روح ہیں۔ انہیں کو دوسرے مقام پر تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

''لن ینال اللّٰه لحومها ولا دمائها ولکن یناله التقوی منکم پ۱۷ '' ﴿اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ ان قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون۔ لیکن ان کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔﴾

اس کا یہ مطلب نہیں کہ قربانی کی ضرورت نہیں۔ صرف تقویٰ کافی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ صورت قربانی کے

ساتھ حقیقت قربانی (تقویٰ واخلاص) کا دھیان بھی رکھنا چاہئے اور پہلے مدلل گزر چکا ہے کہ صورت سے اعراض کرتے ہوئے حقیقت کی تمنا رکھنا محض ہوس اور خودفریبی ہے۔

۳...... قربانی کا شوق شہادت اور جذبہ جہاد کا عملی درس ہے۔

۴...... قربانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے ایک خصوصی ضیافت ومہمانی ہے۔اسی واسطے قربانی کے ایام میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔تا کہ ضیافت الٰہی سے روگردانی اور اعراض لازم نہ آئے۔

دنیا میں جہاں انسانی برادری کا ایک طبقہ اللہ کے فضل سے نت مرغ بٹیر استعمال کرتا ہے وہاں اسی برادری کا ایک دوسرا طبقہ سال بھر دال کو بھی شاید ترستا رہتا ہے۔مگر اس قربانی کی برکت سے وہ غرباء ومساکین بھی خوب پیٹ بھر کر گوشت کھاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

۵...... پھر اسی قربانی کے طفیل بہت سے مساکین اور بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری'مواسات'غم خواری کی صورتیں پیدا ہوتیں ہیں۔

۷...... اس پر دوام والتزام کرنے سے رذیلہ بخل کا ازالہ نہیں تو کمزور ضرور ہوتا ہے۔

۸...... قربانی کی کھالوں سے بیسیوں انسانی حوائج وضروریات پوری ہوتی ہیں۔

۹...... ہر اہم اور اچھے مقصد کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔

۱۰...... اللہ کے گھر کے پاس میدان منیٰ میں قربانی کرنے والے حجاج سے تشبہ پیدا ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام

۱...... قربانی کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

۲...... قربانی تمام اقوام وملل کا متفقہ دستور ہے۔

۳...... قربانی بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت کا نشان تھی۔

۴...... قربانی ایک فطری اور عقلی اصول ہے۔

۵...... قربانی تمام کامیابیوں کا زینہ ہے۔

۶...... قربانی خدائے تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۷...... قربانی رسول پاک ﷺ کا ارشاد اور سوہ حسنہ ہے۔

۸...... قربانی صحابہ کرامؓ کی ساری زندگی کا دائمی فریضہ ہے۔

۹...... قربانی چودہ سو سال کے تمام مسلمانوں کا متواتر عمل رہا ہے۔

قربانی کے احکام

قربانی کس پر واجب ہے۔

قربانی ہر مسلمان عاقل بالغ مقیم پر واجب ہوتی ہے۔ جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو۔ یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیوارت ہوں۔ یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ (شامی)

قربانی کے دن

بقرعید کی دس تاریخ کو صبح سے لے کر بارہ تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے۔ چاہے جس دن قربانی کرے۔ لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر دن دس ذوالحجہ کا دن ہے۔ بارہ تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے تک قربانی کرنا درست ہے۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی درست نہیں۔

قربانی کی نیت

قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کرنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اکبر! کہہ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہوگئی۔ لیکن اگر یاد ہو تو دعا کو پڑھ لینا بہتر ہے۔

جانوروں کی عمریں

بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں۔ جب پورے سال کی بکری ہو تو قربانی درست ہے۔ گائے اور بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں۔ پورے دو برس ہو چکیں تب قربانی درست ہے۔ اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں۔ دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو تو سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو سال کا ہونا ضروری ہے۔

عیب دار جانور

جو جانور اندھا یا کانا ہو یعنی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی دم یا اس سے زیادہ کٹ گئی (خواہ کسی بھی وجہ سے) تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔

قربانی کا گوشت

سات آدمی گائے میں شریک ہوئے۔ تو گوشت بانٹتے وقت انکل سے نہ بانٹیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں۔ نہیں تو اگر کوئی حصہ زیادہ یا کم رہے گا تو سود ہو جائے گا۔ اور گناہ ہوگا۔ البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ یا پائے وغیرہ کو بھی شریک کرلیا تو جس طرح کلہ یا پائے ہوں اس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے۔

☆......☆......☆

عبدالقدوس محمدی

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

یہ کتنا پیارا اور سہانا موسم ہے۔ جب اللہ رب العزت کے خوش قسمت بندوں کے کارواں خوشی خوشی' کیف و سرمستی سے سرشار سفید براق عاشقانہ لباس میں ملبوس حجاز مقدس کی جانب رواں دواں ہیں۔ چھوٹے بڑے' شاہ و گدا' امیر و غریب' عالم و جاہل' عوام و حکمران' کالے گورے' مرد عورتیں' بچے بوڑھے' بلا تفریق و بلا امتیاز بھاگے دوڑے بلکہ فضاؤں کا سینہ چیرتے ہوئے اڑے چلے جا رہے ہیں:

یہ کون سر سے کفن لپیٹے چلا ہے الفت کے راستے پر

اور مجھ ایسے جن بیچاروں اور کم نصیبوں کے حصے میں یہ سعادتیں نہیں آئیں ان کا عجب حال ہے۔ جوں جوں حج کے دن قریب آ رہے ہیں ویرانیاں اور اداسیاں دل میں ڈیرے ڈالتی چلی جا رہی ہیں۔ من کی دنیا میں عجب ہو کا عالم ہے۔ زندگی بے لطف اور حیات بے مزہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ رہ رہ کر دل سے درد و حسرت کی ٹیسیں سی اٹھتی ہیں اور پورے بدن کو چھیدتی چلی جاتی ہیں۔

سوچتا ہوں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے لوگ کتنے خوش نصیب' کتنے عظیم اور کس قدر خوش و مسرور ہوں گے...... وہ جب اللہ کے کعبے کو آنکھیں بھر کے دیکھتے ہوں تو ٹھنڈک' سکون اور خوشی ان کی آنکھوں کے راستے دل کے نہاں خانوں میں اترتی چلی جاتی ہوگی...... مسرت و طمانیت ان کی رگ رگ اور ریشے ریشے میں سرائیت ہوتی چلی جاتی ہوگی......اور جب ان کے لب دیوانگی اور وارفتگی کے ساتھ حجر اسود پہ ثبت ہوتے ہوں گے تو ان کی دلی کیفیت کیا ہوتی ہوگی...... بیت اللہ کا لمس ان پہ کیسی سرشاری طاری کر دیتا ہوگا......اور جب وہ بیت اللہ کے غلاف سے لپٹ لپٹ کر زار و قطار ہچکیاں اور سسکیاں لے کر روتے ہوں گے تو میرے اللہ کو ان پہ کتنا پیار آتا ہوگا...... اور جب میزاب رحمت تلے کھڑے ہو کر نگاہیں آسمان کی جانب اٹھاتے ہوں گے تو ان پہ اللہ رب العزت کی رحمت کیسے چھم چھم برستی چلی جاتی ہوگی...... وہ آب زمزم کے جام پہ جام پی پی کر دلوں کو خوب ٹھنڈا کرتے ہوں گے......اور رات کے پچھلے پہر حدود حرم میں رب ذوالمنن سے سرگوشیاں کرتے ہوئے سسکتے ہوں گے تو رب ذوالجلال ان کے کشکول گدائی اور دامن طلب کو کیسے لبالب کر دیتے ہوں گے...... حجاز مقدس میں عجب رونقیں اور ایمان افروز بہاروں کے نظر نواز نظارے دیکھنے کو ملتے ہوں گے اور ہر طرف: "لبیک الھم لبیک ...... لبیک الھم لبیک......" کی عاشقانہ صدائیں گونج رہی ہوں گی۔

مکہ مکرمہ کے بعد وہ خوش قسمت لوگ مدینۃ النبی ﷺ جائیں گے۔ اس مدینہ منورہ جس کی خوش بخت گلیوں

کو سرورِ عالم ﷺ کے قدموں کے تلووں کو بوسے دینے کی سعادت نصیب ہوئی ...... وہ خوش قسمت لوگ اس مسجد نبوی میں گھنٹوں گھنٹوں سجدوں میں پڑے رہیں گے۔ جہاں سرکار دو عالم ﷺ کی جبیں اقدس جھکتی رہی ...... وہ ان گزرگاہوں سے گزریں گے جہاں کبھی صحابہ کرامؓ اور فرشتوں کے قدسی قافلوں کی آمد و رفت ہوا کرتی تھی ...... وہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی وہ کٹیا دیکھیں گے جسے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی میزبانی کا شرف عظیم نصیب ہوا ...... وہ ان میدانوں اور کارزاروں کے نظارے کریں گے جہاں سید المجاہدین ﷺ اور ان کے لشکروں نے کفر و باطل کا غرور خاک میں ملایا ...... اور ...... اور جب وہ لوگ گنبد خضراء کو دیکھیں گے روضۃ الرسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان کی روح کیسے پھڑ کنے اور تڑپنے لگے گی ...... ان کے دل کی دھڑکنوں کا کیا حال ہوگا ...... عشق و محبت آنسو بن کر آنکھوں سے برس رہے ہوں گے۔

میں جب سوچتا ہوں تو میرا دل مچل مچل کے رہ جاتا ہے کہ وہ خوش نصیب لوگ جب دل و نظر کو جھکائے، پلکیں بچھائے، محبوب کل جہاں ﷺ اور ان کے یاروں کی بارگاہ میں جا کھڑے ہوں گے اور درود و سلام کے نذرانے اور عقیدتوں محبتوں کے پھول پیش کریں گے تو تاجدار ختم نبوت ﷺ ان کے سامنے ...... جی ہاں! ...... بالکل سامنے محو استراحت ہوں گے اور جب خود بنفس نفیس ان کا درود و سلام سن رہے ہوں گے۔

اللہ اکبر کبیراً ...... وہ کتنے خوش قسمت لوگ ہیں:

جب احمد ازل ہی سے سینے میں ہے
میں یہاں میرا دل مدینے میں ہے

اور ہم بے بس و بے کس لوگ مچلتے اور تڑپتے دل اور لرزتی زبانوں کے ساتھ یہیں اتنی دور بیٹھ کر بے بسی اور بے چارگی، افسردگی اور اداسی کے ساتھ عشق و محبت کے جذبات سے سرشار ہو کر کلام حضرت نفیس پڑھتے رہتے ہیں:

الٰہی محبوب کل جہاں کو دل و جگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا درود پہنچے نظر نظر کا سلام پہنچے

بساط عالم کی وسعتوں سے، جہان بالا کی رفعتوں سے
ملک ملک کا درود اترے بشر بشر کا سلام پہنچے

رسول رحمت کا بار احساں تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے محسن کو بستی بستی، نگر نگر کا سلام پہنچے

حضور ﷺ کی شام شام مہکے، حضور ﷺ کی رات رات جاگے
ملائکہ کے حسیں جلو میں سحر سحر کا سلام پہنچے

بقیہ: صفحہ 29 پر

صاحبزادہ طارق محمود

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور قادیانی جماعت کا کردار

پس پردہ حقائق و محرکات

وطن عزیز کو دولخت کرنے میں قادیانی جماعت نے گھناؤنا کردار ادا کیا۔ مشرقی پاکستان سے لے کر بنگلہ دیش کے قیام تک کی المناک داستان بڑی طویل ہے۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ پاکستان کے خلاف ایک گہری اور بھیانک بین الاقوامی سازش تھی۔ صدر ایوب خان مرحوم کا دس سالہ دور بلاشبہ اقتصادی ترقی اور زرعی خوشحالی کا تابناک دور تھا۔ فوجی حکمران ہونے کے ناطے صدر ایوب خان نے پاکستان کو جنگی اور دفاعی لحاظ سے مضبوط کیا۔ عالمی طاقتوں نے بھارت کو اپنے ساتھ ملا کر ہمسایہ ملک چین کے خلاف محاذ بنانا چاہا۔ لیکن ہندوستان نے یہ موقف اور استدلال اختیار کیا کہ وہ خود مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان گھرا ہوا ہے۔ عالمی طاقتیں یہ سوچنے پر مجبور ہوگئیں کہ پاکستان کے دونوں بازوؤں میں سے ایک بازو کاٹ کر ہی چین کے گرد حصار بنایا جاسکتا ہے۔ بڑی طاقتوں بالخصوص امریکہ اور روس نے صدر ایوب خان پر پاکستان اور بھارت کے مشترکہ دفاع پر زور ڈالا۔ لیکن پاکستان نے یہ تجویز ماننے سے انکار کر دیا۔ 1965ء کی جنگ انہی سپر طاقتوں کی سازش کا نتیجہ تھی۔ مقصود یہ تھا کہ مغربی حصہ کی سالمیت کو نقصان پہنچنے کے بعد مشرقی حصہ خود بخود علیحدہ ہو جائے گا۔ منصوبہ یہ تھا کہ مغربی پاکستان کی وحدت کو کمزور کیا جائے تاکہ مشرقی پاکستان پر حکومت اور انتظامیہ کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے اور پھر مشرقی پاکستان میں اینٹی پاکستان عناصر اور عوامل کو کھل کر کام کرنے کا موقع میسر آئے۔ پاکستان کو دولخت کرنے میں بڑی طاقتوں نے کیا کیا حربے استعمال کئے اور وطن عزیز کے نظریاتی دشمنوں سے کس طرح کام لیا اس پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ متحدہ پاکستان سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب اور واقعات پر مشتمل چند ایک تصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔ جن میں ایک اہم دستاویز حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ ہے۔ جو عوام کے پرزور اصرار کے باوجود ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکی۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور سے لے کر ان کی بیٹی بیگم بے نظیر بھٹو کے دور تک مختلف سیاسی حلقوں کی جانب سے وقتاً فوقتاً یہ مطالبہ کیا جاتا رہا کہ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ شائع کی جائے تاکہ عوام اصل حقائق سے آگاہ ہوسکیں اور پاکستان کو دولخت کرنے والے حقیقی مجرموں کے چہرے بے نقاب ہوسکیں۔

تاہم یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ پاکستان کی علیحدگی میں پاکستان کے نظریاتی دشمنوں نے غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر منظم طریقے سے اپنا کردار ادا کیا۔ پاکستان کے نظریاتی دشمنوں میں قادیانی جماعت سرفہرست ہے۔ جس کے مذموم کردار کو کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مشرقی پاکستان میں قادیانی جماعت اور اس کے مہروں نے غلط اقتصادی پالیسی اور ناقص منصوبہ بندی کے ذریعہ بنگالیوں میں احساس محرومی پیدا کیا۔ جسے بعد میں ایکسپلائٹ کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں بنگلہ دیش معرض وجود میں آیا۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی اصل بنیاد معاشی ناہمواری اور اقتصادی بے انصافی تھی۔ جیسا کہ مولانا عبدالحکیم ایم این اے نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

”مشرقی پاکستان والوں کی ناراضگی اقتصادی تھی۔ ان کے سامنے پراپیگنڈہ کیا گیا کہ ان کے صنعتوں اور کارخانوں میں حقوق مارے گئے۔ جس سے نفرت پیدا ہوگئی اور زبان کا مسئلہ کھڑا ہوگیا۔ اسے ایکشن سنٹنٹ بنالیا گیا۔ مظاہرے ہوئے۔ جلوس نکالے گئے۔ جو شہید ہوئے ان کی یادگاریں قائم کی ہیں۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی پاکستان کو اس ملک سے جدا کر دیا گیا۔“ (ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ج15 شمارہ45/ 8دسمبر 1972ء)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب حسب ذیل تھے:

1.........ناقص اقتصادی پالیسیاں۔

2.........غلط منصوبہ بندی۔

3.........ہندو لابی کا منظم پراپیگنڈہ۔

4.........اقتدار کی منتقلی میں رکاوٹ۔

5.........شکوک وشبہات۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ بڑی طاقتوں کی حکم عدولی کے نتیجہ میں ہوئی۔ جس کے بعد مشرقی پاکستان میں علیحدگی کی تحریک کو پوری شدومد سے پروان چڑھایا گیا۔ بنگالیوں میں اس تاثر کو پختہ اور عام کیا گیا کہ مغربی پاکستان ہی ہمارے استحصال کا ذمہ دار ہے۔ مشرقی پاکستان میں پیدا شدہ احساس محرومی اور ان کی شکایات کا ذمہ دار قادیانی جماعت کا سرغنہ ایم ایم احمد قادیانی تھا جو پاکستان کی اقتصادی پالیسیوں کی تراش خراش کا بے تاج بادشاہ تھا۔ ایم ایم احمد نے اپنے سامراجی آقاؤں کے طفیل منصوبہ بندی کمیشن میں ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کے لئے ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ بنگالی عوام معاشی بدحالی اور مہنگائی کے ہاتھوں بیزار ہوکر ہمارے دشمن ہوگئے۔ مشرقی پاکستان کی ہندو اور قادیانی لابی نے بنگالیوں کو اکسانے اور ابھارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کی حیثیت سے ایم ایم احمد سیاہ وسفید کا مالک بن بیٹھا۔ ایم ایم احمد نے من مانی کی پالیسی اختیار کی اور:

1.........مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان ومصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے محروم رکھ کر حکومت اور مغربی پاکستان کے عوام کو معتوب کیا۔

2.........دفاعی لحاظ سے مشرقی پاکستان کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہ کی۔ بلکہ ہمارے مشرقی بازو کو دفاعی طور پر اپاہج بنادیا۔

3.........مشرقی پاکستان بحریہ کے لئے جدید اسلحہ آبدوزیں اور دوسرا متعلقہ سامان خریدنے سے ارادتاً گریز کیا گیا۔ حالانکہ ان کی خریداری کے لئے رقم مخصوص کرائی گئی تھی۔

4.........مشرقی پاکستان سمیت مغربی پاکستان کی مختلف یونٹوں میں منافرت اور

بداعتمادی پیدا کر کے ون یونٹ کو ناکام بنایا گیا۔

قادیانی جماعت کی لابی اور حکومت میں اقتصادی شعبہ کے سربراہ ایم ایم احمد نے شروع سے ہی یہ پراپیگنڈہ جاری رکھا کہ مشرقی پاکستان ہمارے لئے بوجھ ہے اور اس کی علیحدگی ہماری ترقی کا ذریعہ ہے۔

جمعیت علمائے پاکستان کے پارلیمانی قائد حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

’’20 مارچ 1971ء کو آرام باغ کے جلسہ میں میں نے اعلان کیا تھا کہ اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازش تیار ہو چکی ہے۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور ایم ایم احمد قادیانی باقاعدہ یہ کہتے ہیں کہ مشرقی پاکستان ہمارے لئے بوجھ ہے۔ اس کا علیحدہ ہونا ہی ہمارے لئے ترقی کا ذریعہ ہوگا۔ ورنہ ہم اسی طرح تباہ ہو جائیں گے۔‘‘ (ماہنامہ تنظیم اہل سنت اگست 1972ء)

امریکہ پاکستان کو اقتصادی اور فوجی امداد دینے کے پیش نظر اسے اپنا طفیلی ملک سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر حکومت میں اس کا مہرہ امریکہ کے مفادات کے لئے سرگرم عمل دیکھا گیا ہے۔ ایم ایم احمد بلاشبہ امریکی سامراج کا پٹھو اور مہرہ تھا۔ اس لئے اس کو منصوبہ بندی کمیشن کے چیئرمین کی حیثیت سے تعینات کیا گیا۔ حالانکہ اہلیت اور کارکردگی کے لحاظ سے مسٹر ایم ایم احمد کی خدمات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ ایم ایم احمد پاکستان کی کسی جماعت کا نمائندہ نہ تھا۔ اسے فقط قادیانی جماعت کا اعتماد حاصل تھا یا پھر وہ وفاداری بشرط استواری کے تحت امریکی حکومت کے اشاروں پر کام کرتا تھا۔ مسٹر ایم ایم احمد کا کردار ڈھکا چھپا نہ تھا۔ وہ امریکی حکومت کی ہدایات اور قادیانی جماعت کے سربراہ کے حکم پر جو کچھ کرتا رہا وہ سبھی کچھ شیخ مجیب الرحمن کے علم میں تھا۔ اسی بنا پر شیخ مجیب الرحمن نے کھلے بندوں ایم ایم احمد کو اس بڑی ذمہ داری سے الگ کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ 1970ء کے انتخابات کے موقع پر مشرقی پاکستان کی اکثر جماعتوں کے رہنماؤں نے مسٹر ایم ایم احمد کو ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کے عہدے سے علیحدہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ کیونکہ مشرقی پاکستان میں ان کے خلاف نفرت اور اشتعال پایا جاتا تھا۔

’’مشرقی پاکستان کی متعدد جماعتوں کے رہنماؤں نے ایم ایم احمد ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کو موجودہ عہدہ سے علیحدگی کا مطالبہ کیا ہے۔ ان رہنماؤں نے ایم ایم احمد پر کئی الزامات عائد کئے ہیں اور مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان کے خلاف جو نفرت اور غلط فہمی پائی جاتی ہے اس کا مجرم ایم ایم احمد کو گردانا ہے۔‘‘ (ہفت روزہ لولاک فیصل آباد ص3 ج7 شمارہ 9/ 29 مئی 1970ء)

راؤ فرمان علی مشرقی پاکستان کے سابق گورنر کے مشیر بھی تھے۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی ایک بڑی وجہ عظیم تر قادیانی ریاست کے قیام کا نظریہ تھا۔

’’میجر جنرل راؤ فرمان علی نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان کو دولخت کرنے میں دو بڑے عوامل کام کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک قادیانیوں کا وہ نظریہ تھا جس کے تحت وہ پاکستان کے اندر ایک عظیم تر ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرا پاکستان کی تخلیق سے پہلے آزاد بنگال کا منصوبہ تھا۔ اپنے خیالات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے سابق وفاقی وزیر جو

مشرقی پاکستان کے گورنر کے مشیر بھی تھے نے کہا کہ غربت' تعلیم کے فقدان' پسماندگی' مواصلات کے فقدان اور مختلف جیو پولیٹیکل عوامل بھی سقوط ڈھاکہ میں کارفرما تھے۔ وہ آج راولپنڈی پریس کلب کے پروگرام "میٹ دی پریس" میں مقامی اخبار نویسوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ایک موقع پر مسٹر سہروردی نے بھی قائداعظم محمد علی جناح کو ایک خودمختار بنگال کی تجویز پیش کی تھی۔ جسے قائداعظم نے مسترد کر دیا تھا۔ انہوں نے آزاد بنگال کے زندہ رہنے کے امکانات کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ: "یہ تمام سیاسی عوامل جنہوں نے پاکستان کی تخلیق سے قبل ہی آزاد بنگال کے لئے راہ ہموار کردی تھی فوجی ایکشن پر ختم ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں بنگلہ دیش وجود میں آ گیا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ایڈیشن 23 جولائی 1984ء)

بنگلہ دیش کے قیام اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے پس منظر کے عوامل کا تجزیہ کیا جائے تو قادیانیوں اور ان کی جماعت کے سرغنہ ایم ایم احمد کے بھیانک کردار کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ ملک کے نامور سیاست دان اور سابق ایم این اے مولانا ظفر احمد انصاری نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ:

"مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں ایم ایم احمد کا سب سے بڑا ہاتھ تھا۔ جبکہ بھٹو اور یحییٰ خان نے فیصلہ کرلیا تھا کہ مشرقی پاکستان کو ختم کرنا ہے۔ سو وہ ختم ہو گیا۔ ایک ہفت روزہ جریدے میں شائع ہونے والے انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ: "ہم گفت وشنید پر آ گئے تھے۔ مگر ایسا نہیں ہونے دیا گیا۔ کیونکہ وہ جان بوجھ کر فوج کو گندا کرنا چاہتے تھے جو کیا گیا۔ بیرونی طاقتوں کا تو مقصد ہی یہ تھا اور اب بھی ہے کہ مسلمان کمزور ہو جائیں۔"

(روزنامہ جنگ کوئٹہ ایڈیشن 10 جولائی 1984ء)

مشرقی پاکستان کے معروف سیاست دان پروفیسر فرید احمد مرحوم کے صاحبزادے نے بھی یہ انکشاف کیا تھا کہ مرزائی بھارت کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں اور انہی کی سازشوں سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی معرض وجود میں آئی تھی:

"مشرقی پاکستان کے معروف سیاست دان پروفیسر فرید احمد مرحوم کے صاحبزادے اور بنگلہ دیش ڈیموکریٹک پارٹی کے نائب صدر ظہیر احمد فرید نے کہا ہے کہ سقوط ڈھاکہ کی ذمہ داری سابق مشرقی پاکستان کے اساتذہ اور قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے.......... ان خیالات کا اظہار ہوں نے مقامی بار روم میں وکلاء سے تبادلہ خیالات کے دوران کیا۔"

(روزنامہ جنگ لاہور 28 مارچ 1988ء)

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی نے ایک بیان میں سوال اٹھایا تھا کہ:

"یحییٰ خان اور مجیب الرحمٰن کے درمیان 23 روز تک کیا مذاکرات ہوتے رہے۔ کیا ان مذاکرات میں ایم ایم احمد اور چوہدری ظفر اللہ بھی شریک ہوئے تھے اور کیا ایم ایم احمد نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی حمایت کی تھی۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 28 دسمبر 1971ء)

لیکن یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کے دولخت ہو جانے کے بعد قادیانی جماعت نے سب سے پہلے بنگلہ دیش کو تسلیم کیا۔

مولانا محمد خالد

قادیانیت اسلام کا متوازی مذہب یا اسلام کا ایک فرقہ

اسلام کی بنیاد جس طرح عقیدہ توحید وعقیدہ آخرت وغیرہ پر ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کو آخری نبی ماننا بھی ضروری ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسلام کا یہ عقیدہ ''عقیدہ ختم نبوت'' کہلاتا ہے اور حضور ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک پوری ملت اسلامیہ اس کو جزو ایمان سمجھتی ہے۔

لیکن اس کے باوجود حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق بہت سے لوگوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور برباد ہوئے۔ اسی طرح قصبہ قادیان صوبہ پنجاب ہند کے مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی حضور ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اسلام سے ہٹ کر اپنی الگ امت بنا ڈالی۔ مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلا ہو کر ذلت کی موت مر گیا۔ اب اس کی امت مرزائیہ خبیثہ گاؤں گاؤں گھوم کر ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دیتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہم بھی حضور ﷺ کو مانتے ہیں اور اسلام کے ہر ہر جزو پر عمل کرتے ہیں۔ مسلمانوں سے صرف تھوڑا سا اختلاف ہے۔

قادیانیوں کی ان چکنی چپڑی باتوں کو سن کر ناواقف مسلمان جو ان کے ڈھونگ کو نہیں جانتے وہ ان سے متاثر ہو کر کفر کے دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قادیانیوں کا اسلام سے کیا تعلق ہے؟۔

قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کوئی نبی آیا اور لوگوں میں اپنی نبوت کا اعلان کیا تو لوگ فوراً دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک وہ جنہوں نے ان کو سچا مانا۔ دوسرے وہ جنہوں نے جھوٹا قرار دیا۔ اور ان دونوں گروہوں کو دنیا میں کبھی بھی ہم مذہب نہیں کہا گیا۔ اور نہ سمجھا گیا۔ بلکہ ہمیشہ دونوں کو الگ الگ مذہب کا پیرو کہا گیا۔ خود قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو قبول کیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

''ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کا نام سعید اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے۔''

(حوالہ ملفوظات احمدیہ ص۱۴۳ ج۱ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان)

اور مذاہب عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے بھی یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ دعویٰ نبوت کے بانئے ہوئے یہ دوفریق کبھی بھی ہم مذہب نہیں کہلائے۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل کے تمام لوگ ایک مذہب کے ماننے والے کہلاتے تھے۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو بنی اسرائیل کے لوگ دوگروہ میں بٹ گئے۔ ان میں سے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانا وہ عیسائی اور جنہوں نے نہیں مانا وہ یہودی کہلاتے رہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت پچھلے تمام نبیوں کو مانتی تھی۔ اسی طرح جب جناب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو پھر لوگ دوگروہ میں بٹ گئے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کو مانا وہ مسلمان کہلائے اور جنہوں نے انکار کیا وہ کافر۔ حالانکہ حضور ﷺ اور آپ کی امت مسلمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پچھلے تمام نبیوں کو مانتی ہے۔

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کا بھی سو فیصد یہی نتیجہ ہوگا کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانے گا وہ اسلام سے نکل کر احمدیت اور قادیانیت میں داخل ہوگا۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ بلکہ اسلام کے خلاف کافروں کی صف میں شمار ہوگا۔

قادیانیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ الگ ملت ہیں

قادیانی امت کو یہ تسلیم ہے کہ ان کا اور ستر کروڑ مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے۔ وہ اپنی بے شمار تقریروں اور تحریروں میں اس کا اعلان کر چکے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود قادیانی خلیفہ قادیان کہتا ہے کہ:

”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے (مسلمانوں سے) ہمارا اختلاف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلعم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔“

(حوالہ خطبہ میاں محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۳۰/جنوری ۱۹۳۱ء)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا دوسرا بیٹا مرزا بشیر احمد قادیانی ایم اے لکھتا ہے کہ:

”کہ ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(حوالہ کلمۃ الفصل بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

اور خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

”جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی، یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“

(حوالہ نزول المسیح مرزا غلام احمد قادیانی ص ۴، روحانی خزائن ص ۳۸۲ ج ۱۸)

ایسے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کا خاص مرید محمد علی لاہوری لکھتا ہے کہ:

"THE AHMAADIYYA MOVEMENT STANDS IN THE SAME RELATION TO ISLAM IN WITCH CHRIS TIANITY STOOD TO JUDAISM"

یعنی احمدیہ تحریک اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ ہے۔(منقول از مباحثہ راولپنڈی مطبوعہ قادیان ص ۲۴۰ بحوالہ قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف)

یہ ہے قادیانیوں کا اقرار کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے۔لہذا قادیانیوں کا عام ناواقف مسلمانوں سے یہ کہنا کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔صرف تھوڑا سا اختلاف ہے۔تاریخ کو جھٹلانا ہے۔یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے اور قادیانیوں کے پیشوا کے قول کے بھی خلاف ہے۔یہ لوگ محض دھوکہ دینے اور بے خبر عوام کو پھانسنے کے لئے ڈھونگ رچاتے ہیں۔

ہاں! یہ ایک عجیب بات ہے کہ اپنے کو حقیقی مسلمان کہتے ہیں اور دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو صرف کافر ہی نہیں بلکہ پکا کافر جہنمی بتلاتے ہیں۔مثل مشہور ہے:"الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کے گھر میں چور گھس آئے اور گھر کے تمام لوگوں کو گھر سے باہر نکال دے۔جب گھر کا مالک پولیس سے اپنے گھر پر قبضہ دلانے کا مطالبہ کرے تو چور یوں کہے کہ یہ تو ہمارا گھر ہے۔اس میں اس کا کوئی حق نہیں۔ایسا قادیانیوں نے کیا ہے۔یہ لوگ نبی الگ بنائیں۔قرآن الگ بنائیں۔کلمہ الگ بنائیں۔اپنا شعار الگ بنائیں۔حج قادیان میں کریں۔اور دعویٰ مسلمان ہونے کا کریں۔واہ! واہ!

قادیانی سن لیں لفظ اسلام یہ حضور ﷺ کی امت کے لئے خدا کی جانب سے الاٹ ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی دجال ملعون وکذاب کے امتی اس کو استعمال نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے۔

بقیہ: میں یہاں ہوں

حرمین شریفین حاضری کی آرزو اور اشتیاق میں تڑپتے اور مچلتے ہوئے یہیں رہ جانے والے بے بس لوگو! آؤ اپنے رب کی بارگاہ میں دامن پھیلا کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں اور التجائیں کریں کہ:

اے اللہ! تجھے تیری رحمت کا واسطہ...... تجھے تیری عظمت و کبریائی کا واسطہ، تجھے تیری قدرت کا واسطہ...... تجھے اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ محبت کا واسطہ...... ہمیں بھی اپنے در پہ بلا لے...... اپنے کعبہ قبلہ کی زیارت سے ہماری آنکھوں کو بھی ٹھنڈا کر دے...... امین...... ہمارے ہاتھوں کو بھی غلاف کعبہ کے لمس کی سعادت عطا فرما دے...... امین...... ہمیں بھی اپنے حبیب ﷺ کے دیار میں بلا لے...... امین...... اور اے ہمارے رب ہمیں اپنے گھر، اپنے در اور اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری اور بار بار حاضری کی توفیق عطا فرما۔آمین...... آمین...... آمین...... یارب العالمین!

قسط نمبر 2

ترتیب: مولانا قاضی احسان احمد

فتنہ قادیانیت کا استیصال اور......

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ

مرزا قادیانی کے نشیب وفراز

مرزا غلام احمد قادیانی قادیان کے ایک گھر میں پیدا ہوا۔ تعلیم سے مرزا قادیانی کی کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ معمولی شد بد کا یہ انسان تلاش معاش میں نکلا اور پٹوار گیری کی معمولی ملازمت پر متعین ہوا۔ ملازمت کی ذمہ داریاں بھی جب یہ شخص برداشت نہ کرسکا تو استعفیٰ دے کر گھر آ بیٹھا اور اچانک اس نے اعلان کیا کہ وہ ''براہین احمدیہ'' کے نام پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہے۔ جس میں اسلام کی صداقت وسچائی کے بے پناہ دلائل ہوں گے۔ اگرچہ یہ دعویٰ پورا نہیں ہوسکا اور بعد میں اس عدد میں مرزا قادیانی نے حسب عادت تاویل کرتے ہوئے راہ فرار نکالی۔ لیکن براہین احمدیہ کی تصنیف وتالیف کے لئے مسلمانوں نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ تعاون کیا اور مرزا قادیانی کی یہ ناقص تصنیف منظر عام پر آئی۔

اس تالیف میں یہ قادیانی اسلام کی عالمگیر صداقت کا بظاہر پرجوش مبلغ نظر آتا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ اس عنوان پر گاہے بگاہے مرزا قادیانی کے بعض مضامین بھی اخبارات میں شائع ہوئے اور بعض ایسے اشتہارات بھی شائع کئے گئے جس میں اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لئے اپنے خاص منصوبوں کا ذکر ہوتا۔ کتاب' مضامین اور اشتہارات کے مضامین سے متاثر ہوکر مسلمانوں کی ایک جماعت مرزا قادیانی کے نیازمندوں کی بن گئی۔ جس میں خصوصی حیثیت حکیم نورالدین کو بھی جو مرزا قادیانی کے بعد قادیانی جماعت کا پہلا خلیفہ بنا۔ اسی شخص نے قادیانی نبوت کی بیل منڈھے چڑھائی اور مرزا غلام احمد قادیانی کو اعلان نبوت کی راہیں سجھائیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی اپنے اس آخری دعویٰ کے لئے مسلسل زمین ہموار کرتا رہا اور اس خیال سے کہ مسلمان اچانک کسی نفرت ووحشت میں مبتلا نہ ہوں دانشمندی کے ساتھ دعاوی کے مرحلے قدم بقدم طے ہوتے رہے۔ اس نے پہلے دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں۔ پھر دعویٰ کیا کہ میں مہدی موعود ہوں۔ تیسرا دعویٰ مثل عیسیٰ ہونے کا تھا۔ اس سے آگے بڑھ کر مدعی ہوا کہ میں وہی عیسیٰ ہوں جن کے نزول کی اطلاعات دی گئی ہیں اور پھر نبی ورسول ہونے کا دعویٰ اور تان اس پر آکر ٹوٹی کہ مرزا قادیانی نے خدائی کا بھی دعویٰ کیا۔ نعوذ باللہ! من سکرات العقل وطغیانہ نبوت ورسالت کے دعویٰ کے بعد مرزا قادیانی نے اپنی وحی کو قرآن کریم کے ہم مرتبہ قرار دیا۔ جہاد کو منسوخ کیا اور حج کی منسوخی کا بھی اعلان کیا۔ یہ بھی اعلان تھا کہ برطانوی گورنمنٹ اس زمین پر خدا کی حکومت ہے۔ مرزا قادیانی اس فن میں خاص چابکدستی کا مظاہرہ کرتا ہے کہ قرآن کریم میں جتنی آیات واوصاف خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ذکر

ہوئے ہیں۔ ان کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کا بھی اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے اور اب ان کے نزول کا انتظار جہل و گمراہی ہے۔ بلکہ اس شقی نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین واہانت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ مگر یہ بھی عجیب لطیفہ ہے کہ انگریز گورنمنٹ نے یہ دیکھ کر کہ مرزا قادیانی کی نبوت سے مسلمانوں کے عقائد میں عظیم اختلال پیدا ہو رہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تمام اہانت کو شیر و شکر کی طرح گوارا کیا۔ مرزا قادیانی نے اپنی بعض تحریروں میں خود کو حکومت برطانیہ کا خود کاشتہ پودہ قرار دیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پولس کے نقش قدم پر چلنے والوں کا یہ ایک خوفناک حربہ تھا جو مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں پنجاب کی زمین پر رونما ہوا اور عجب نہیں کہ مرزا قادیانی کے ناپاک قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ایک نمائش و سازش ہو تاکہ عام مسلمان کا ذہن مرزا قادیانی کی اصل حقیقت اور اس کی تحریک کے پس منظر تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ انگریز اور مرزا قادیانی اپنی سازشوں میں ناکام رہے۔ اور بہت جلد مسلمانوں پر یہ حقیقت کھل گئی کہ القادیانی اسلام کی آستین کا سانپ ہے۔ انفرادی و اجتماعی طور پر مرزا قادیانی سے نمٹنے کے لئے جو کچھ کوششیں کی گئیں ان میں بڑا زبردست کردار دارالعلوم دیوبند کا رہا ہے۔ ایک صدی پرانا علم و معرفت کا یہ میخانہ جس کی بنیاد ان اکابر اہل اللہ نے رکھی جو اپنے وقت میں تکوینیات کے قطب اور تشریع کے امام تھے۔ یہ محض ایک تعلیم گاہ نہیں بلکہ فکر و نظر کی ایک ٹکسال ہے۔ ہندوستان میں اسلامی اقتدار ٹوٹ جانے کے بعد خود اسلام کو جن خطرات کا سامنا تھا ان سے حفاظت کے لئے لطیفہ قدرت نے دارالعلوم کی شکل اختیار کی۔ آج ہندوستان پاکستان میں پچانوے فیصد مدارس' درسگاہیں' تعلیمی ادارے' تصنیف و تالیف کے شعبے دارالعلوم کے فیضان کا پرتو ہیں۔ جبکہ پانچ فیصد یہ کارنامے دوسرے اداروں کے حصہ میں آتے ہیں۔ دارالعلوم نے جو کچھ کیا ان جلیل خدمات کے تعارف کا مقصد اس وقت سامنے نہیں تاہم قادیانی تلبیس کو شکست و ریخت کرنے میں جو کچھ اس کا کردار ہے اس کی ایک مختصر تفصیل بہر حال پیش کرنا ہوگی۔

دارالعلوم دیوبند کا کردار

اس ادارہ کی یہ عجیب و غریب خصوصیت ہے کہ وقت کا جب بھی کوئی ایسا فتنہ اٹھا جس کے سرے خفی و اخفی انداز میں الحاد و زندیقہ یا ضلالت و گمراہی سے مل رہے ہوں دارالعلوم کے اکابر نے انہیں پہلے ہی لمحہ میں دریافت کیا اور جراثیم کی دریافت جو دوسروں کے لئے راز تھی اکابر دارالعلوم کے لئے ایک سامنے کی حقیقت رہتی۔ سابق میں آپ مجھ ہی سے سن چکے ہیں کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی مومنانہ فراست نے ''براہین احمدیہ'' کے پیچ و خم میں مرزا قادیانی کے زیغ و ضلال کو پڑھ لیا تھا۔ عنایت اللہ مشرقی جن کی تحریک بظاہر عسکری تنظیم تھی اور مسلمانوں کو فوجی نظام سے آگاہ و مربوط کرنے کے لئے خوبصورت عنوان میں الحاد کا مضمون جس انداز میں چھپا ہوا تھا دوسروں کے لئے اس کا ادراک و انکشاف اس وقت تک نہ ہو سکا۔ تاوقتیکہ المشرقی کی تالیف ''تذکرہ'' سامنے نہ آئی جس میں مولف کے قلم نے قرآن کریم کے بعض مواقع کو معنوی تحریف کے روپ میں دکھایا تھا مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ دارالعلوم

کے دارالافتاء نے عنایت اللہ کو بہت پہلے بھانپ لیا تھا۔

راقم السطور کو اس اظہار میں کوئی تامل محسوس نہیں ہوتا کہ دارالعلوم کا یہ امتیاز و کردار ایک ممتاز خصوصیت ہے۔

بہر حال قادیانیت کے اٹھائے ہوئے فتنہ سے نمٹنے کے لئے دارالعلوم کی پوری مشنری حرکت میں آئی۔ صاحب سوانح حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ حضرت مولانا محمد انوری لائل پوریؒ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ حضرت مولانا حفظ الرحمٰنؒ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ چھوٹے بڑے سینکڑوں افراد و اشخاص سب دارالعلوم کے مشین کے پرزے تھے جو مشترکہ طور پر قادیانیت کے خلاف حرکت میں آئے۔ پس بلاشبہ انفرادی و اجتماعی کوششیں جو ان کی جانب سے قادیانیت کے خلاف منظر عام پر آئیں ان کا تعلق دارالعلوم ہی سے ہے۔ اگرچہ اس مہم میں ہندوستان کے دوسرے اداروں نے بھی شرکت کی۔ لیکن قادیانیت کے مقابلہ میں اصل حریف اور اس کی راہ کا سنگ گراں دارالعلوم دیوبند ہی تھا۔ اس موقع پر حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیریؒ کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ جن کی زندگی کا بڑا حصہ قادیانیت کی تردید میں صرف ہوا اور آپ ہی کی کوششوں سے بہار میں ایک عظیم الشان مناظرہ ہوا جس میں خود صاحب سوانح حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ نے بھی شرکت کی۔ بہر حال علامہ انور شاہ کاشمیریؒ جو قادیانیت کے دور شباب میں دارالعلوم کے صدر نشین تھے آپ نے اس فتنہ کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کیا اور قلب بریاں کے ساتھ اسلام کے تحفظ و حفاظت کے لئے کھڑے ہوگئے۔ سب سے پہلے آپ نے اپنے تلامذہ کی مستقل جماعت تیار کی۔ جنہوں نے تقریر و تحریر دونوں محاذ پر قادیانیت کا بھرپور مقابلہ کیا۔ آپ ان تلامذہ سے اپنی نگرانی میں بیش قیمت کتابیں لکھواتے اور آپ کی تصحیح و تائید کے بعد وہ کتابیں شائع ہوتیں۔ تردید قادیانیت کا یہ ذوق حلقہ تلامذہ میں اس درجہ استوار کر دیا تھا کہ پھر جہاں کہیں آپ کا کوئی شاگرد پہنچا اس نے قادیانیت کی تردید کو ایک اسلامی فریضہ سمجھا۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی صاحبؒ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ حضرت مولانا انوریؒ حضرت مولانا مولوی ابوالوفا شاہجہان پوریؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ یہ کچھ چند نام اس پرجوش حلقہ کے ہیں جسے علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ نے قادیانیت کے خلاف صف آراء کیا تھا۔

تردیدی تصانیف

ادھر آپ نے خود تردید قادیانیت میں اپنے قلم سے اہم ترین نوادر تیار فرمائے۔ جن میں سب سے زیادہ ضخیم کتاب ''عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام'' ہے۔ مرزا قادیانی بار بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتا۔ اس لئے اس کی تردید میں یہ کتاب تصنیف کی جس میں قرآن مجید کی ان آیات کو متن کی حیثیت دی گئی جو حیات عیسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتی ہیں۔ پھر ان کی تشریح و تائید کے لئے احادیث پیش کی گئیں۔ ''توفی'' کی حقیقت اور مفہوم پر عالمانہ بحث' کنایہ و مجاز کی حقیقت' ذوالقرنین کی تعیین' یاجوج ماجوج کا تشخص' سد سکندری کی دریافت اور بہت

سے فاضلانہ مباحث اس کتاب میں موجود ہیں۔

دوسری کتاب ''التصریح بما تواتر المسیح'' ہے جس میں تواتر پر گفتگو کرتے ہوئے نزول مسیح' حیات مسیح' دونوں کو اسلام کے مسلمہ عقائد قرار دے کر ان احادیث کو جمع کیا ہے جو مذکورہ بالا عنوان سے تعلق رکھتی ہیں۔ پھر ان ہر دو تصانیف پر ''تحیۃ الاسلام'' کے نام سے اضافہ کیا۔ یہ ہر سہ کتب دیوبند کے مختلف کتب خانوں سے شائع ہوتی رہیں۔ پھر مجلس علمی ڈابھیل نے خصوصی مطبوعات میں اسے شائع کیا اور حال ہی میں مجلس علمی کراچی نے ان تینوں کتابوں کو یکجا شائع کر دیا ہے۔ ادھر دمشق میں شیخ عبدالفتاح (جو علامہ کوثریؒ کے مایہ ناز تلامذہ ہیں) نے ''التصریح بماتواتر المسیح'' کو اپنے گرانقدر حاشیوں کے ساتھ تقریباً ساڑھے چار سو صفحات کی ضخامت میں ایڈیٹ کیا ہے۔ بعض نام نہاد علماء یہ سمجھتے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کیونکہ خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ نماز روزہ کے پابند ہیں۔ آنحضورﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اور بجانب قبلہ نماز ادا کرتے ہیں۔ اس لئے وہ اہل قبلہ ہوئے اور ان کی تکفیر جائز نہیں۔ آپ نے بروقت ''اکفار الملحدین'' کے نام سے چوتھی کتاب لکھی جس میں اس مسئلہ کے تمام اطراف وجوانب پر سیر حاصل بحث کی اور بتایا کہ ضروریات دین جنہیں عام وخاص مسلمان جانتے ہوں ان کا انکار کھلا کفر ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ اور یہ کہ آپﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا انکار کرنے والا یا اس میں تاویل کرنے والا اگرچہ اہل قبلہ میں سے ہوتا ہم کافر ہے۔ بلکہ کافر کو کافر نہ جاننے والا خود کفر کا ارتکاب کر رہا ہے۔ حسب دستور آپ نے اس تالیف میں فقہاء کے اقوال' لطیف استنباط کا دفتر گرانمایہ پیش فرمایا۔ آپ کے ایک شاگرد حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ نے کتاب کا اردو ترجمہ بلکہ مکمل شرح کئی سو صفحات میں بڑی عرق ریزی وجانفشانی سے کی جسے مجلس علمی کراچی نے شائع کیا ہے۔ کشمیر کے غریب اور ناواقف مسلمانوں کو بے دریغ روپیہ دے کر ان کے ایمان کے سرمایہ کو خرید لیا۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا وطن کشمیر تھا۔ اس صورت حال پر آپ سب سے زیادہ مضطرب اور بے چین تھے۔ مرض وفات میں جب آپ نیم جاں ہوکر بستر مرگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ فارسی زبان میں ایک رسالہ ''خاتم النبیین'' کے نام سے لکھا۔ جس میں سو دلائل آنحضورﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قائم فرمائے اور اس موضوع پر بڑی دقیق علمی گفتگو کی۔ تالیف کی زبان فارسی کشمیر کی رعایت سے اختیار کی گئی۔ (چند سال قبل اس بے مثال تصنیف کا اردو ترجمہ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے کیا اور کتاب کی قدر ومنزلت کو مزید نمایاں کر دیا۔) اس کتاب کو آپ اپنے لئے توشہ آخرت قرار دیتے تھے۔ صرف خاص سے طبع کرا کر ہزاروں نسخے کشمیر میں تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا تھا مگر یہ تمنا پوری نہ ہوسکی اور یہ کتاب آپ کی وفات کے بعد مجلس علمی ڈابھیل نے شائع کی۔ (اور اب یہ سعادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی حاصل کی ہے کہ حضرت کی اس عظیم تصنیف کو بہترین انداز میں شائع کیا ہے۔) یہ کل پانچ کتابیں آپ کے گوہر بار قلم نے رد قادیانیت

میں تیار کیں۔ بیانات جو وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع ہوتے اور تقاریر جو اطراف ملک میں تردید قادیانیت کے لئے آپ نے کیں وہ ان سے علیحدہ ہیں۔

مجلس احرار کا قیام

تصنیف وتالیف، تحریر اور قادیانیت کے مقابلہ کے لئے بعض مناسب افراد واشخاص کی خصوصی تربیت کے باوجود مرحوم کی رائے تھی کہ اس فتنہ کی مکمل بیخ کنی کے لئے ایک ایسے مستقل ادارہ کی ضرورت ہے جو اپنی تمام تر توانیاں اور قوت کار قادیانیت کی تردید میں صرف کرے۔ اس کے لئے آپ نے بار بار ''جمعیت علمائے ہند'' کو بھی توجہ دلائی بلکہ کلکتہ جمعیت العلماء کے اجلاس میں جب اس مسئلہ پر غور ہو رہا تھا کہ جمعیت العلماء کی رکنیت کے لئے خود اسلامی فرقوں میں سے کس کس کے لئے اجازت ہونی چاہئے۔ آپ نے یہ سوال اٹھایا کہ پہلے قادیانیوں کے کفر وایمان کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ تاکہ ان کے لئے حق رکنیت یا عدم رکنیت کی بات طے ہو سکے۔ لیکن جمعیت علمائے ہند نے ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں جس سرگرمی سے حصہ لیا کسی دوسرے محاذ پر تندہی سے اس کے لئے کام ممکن بھی نہیں تھا۔ پھر پنجاب جو اس فتنہ کی جائے پیدائش تھی وہاں پر اس کے مقابلہ کے لئے کسی ادارہ کا قیام سب سے زیادہ ضروری تھا۔ پنجاب کے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے قوت عمل اور جوش وخروش کی جن دولتوں سے نوازا ہے اس کی بنیاد پر بھی آپ کی بار بار نظر پنجاب ہی پر اٹھتی۔ انہیں وجوہ واسباب کے پیش نظر اپنے خصوصی تلامذہ ومتعلقین کو ایک ادارہ کے قیام کی طرف متوجہ کیا۔ اسی زمانہ میں قوم پرور مسلمانوں کا ایک عنصر کانگریس ورکنگ کمیٹی میں مسلم پنجاب کی نمائندگی کے سوال پر ناراض ہو کر کانگریس سے ٹوٹا اور مجلس احرار کے نام سے جس ادارہ کی تشکیل کی وہ حضرت شاہ صاحبؒ کی تمناؤں کے مطابق تھی۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ حضرت مولانا داؤد غزنویؒ جناب ظفر علی خانؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ان سب نے قادیانیت کے استیصال میں جو کام کیا وہ احرار کی تاریخ کا اک جلی باب ہے۔

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ساحرانہ خطابت نے ملک کو آتشیں فضا میں دھکیل دیا۔ شاہ صاحبؒ نے انہیں ''امیر شریعت'' کے خطاب سے نواز کر قادیانیت کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا اور پھر جاننے والے جانتے ہیں کہ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تگ ودو سے قادیانیت کا قلعہ مسمار ہو گیا۔ جناب ظفر علی خانؒ کی ہنگامہ خیز شاعری نے مرزائے قادیان کی زندگی تلخ کر دی۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی مدبرانہ قیادت نے مجلس کے کام کو چار چاند لگا دیئے۔ اس طرح مجلس احرار کی تعمیر میں قادیانیت کی تردید کا جو تخم ڈالا گیا تھا وہ احرار کی پوری زندگی میں بروئے کار رہا۔ پاکستان بن جانے کے بعد بھی قادیانیت سے ایک بھرپور مقابلہ مجلس احرار ہی نے کیا۔ اگرچہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کی سازشوں کے نتیجہ میں احرار کے سینکڑوں کارکن نہ صرف قید وبند کی صعوبتوں بلکہ گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ آج بھی احرار کے ''بقیۃ السیف'' تحفظ ختم نبوت (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پوری دنیا کے اندر امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا

(بقیہ ص9 پر)

قسط نمبر5

مولانا غلام دستگیر قصوریؒ

تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہین

ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کے مخالف کام کرنے والے لوگ بہت قسم کے ہیں۔ ایک قسم ان میں سے فریبی اور جھوٹے اور مکار ہیں جن سے کوئی دعویٰ جن کے قید کر لینے کا کرتا ہے یا مدعی حالت کا ہوتا۔ جیسے جھوٹے مشائخ اور فقراء۔ پس یہ لوگ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ جیسے ایسے لوگ جھوٹ اور فریب سے بعض آئیں اور بعضے ان لوگوں سے مستحق قتل ہیں۔ جو فریب دکھا کر دعویٰ نبوت کا کرتا ہے یا شریعت کے بدلانے کے درپے ہوتا ہے اور مانند اس کے یہاں تک ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ براہین والے نے ص۵۲۰، ۵۲۱ خزائن ص۶۲۱، ۶۲۲ میں اپنے الہام کا قصہ یوں لکھا ہے کہ: ''۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا جس کی تقریب یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی جو کسی زمانہ میں اس عاجز (مرزا قادیانی) کے ہم مکتب بھی تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گزرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو مع ان کے والد کے مسجد میں پایا۔ پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت تقریر سن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔ اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔'' انتہا بلفظہ!

اور یہ مولوی محمد حسینؒ شاگرد مولوی نذیر حسین دہلویؒ کے ہیں جو غیر مقلدوں کے رئیس اور ابتداء میں مقلدین سے سخت مکابرہ سے پیش آ کر ان کو مشرک جانتے تھے اور آئمہ مجتہدین دین کی تقلید کو شرک و کفر مانتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں رسالے و اشتہار چھپواتے رہے۔ پھر جب علماء مقلدین نے ان کے خیالات کی بواقعی تردید کی تو اس شدت مجادلہ سے کسی قدر لوٹے اور جب ان کے استاذ مولوی نذیر حسین دہلویؒ بسبب ظاہر ہونے ان کی سخت مخالفت شرع کے واقعہ ۱۳۰۱ ہجری مکہ معظمہ میں قید ہوئے تو اپنے استاذ کی نصرت کے واسطے یہ مولوی محمد حسین اہل حرمین محترمین کو ظالم مشہور کرنے لگے اور حکام وقت اس دیار کے پاس ان کا شکوہ شکایت کرنی شروع کر دی جیسا کہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر۹ جلد ۷ کے ص۲۵۶، وغیرھا سے ظاہر ہے۔ پس ان مولوی محمد حسین صاحب نے بھی گویا صاحب براہین کی تعریف کے شکریہ میں اپنے رسالہ

اشاعۃ السنۃ میں ان کی اور ان کی براہین کی کمال تعریف کرنی شروع کر کے اخیر میں یہ لکھ دیا ہے۔ مؤلف براہین احمدیہ نے یہ منادی اکثر زمین پر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت ہمارے الہامات وخوارق سے بچشم خود دیکھے۔ پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنیٰ قیمت دے کر خرید کریں اور اس پر یہ شعر پڑھیں:

جمادی چند دام جاں خریدم

بحمد اللہ! عجب ارزاں خریدم

انتہاء حاشیہ میں ادنیٰ قیمت ۲۵ روپے درج ہیں۔ جیسا کہ ص ۳۴۸ نمبر ۱۱ جلد ۷ اشاعۃ السنۃ ذی تعدہ و ذی الحجہ ۱۳۰۱ھ اور محرم ۱۳۰۲ھ سے یہ عبارت منقول ہوئی ہے اور ان رسائل میں صاحب اشاعۃ السنۃ نے براہین والے کے کلام کی تاویلات فاسدہ سے بہت ہی تائید کی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آیات قرآنی جب آنحضرت ﷺ یا دوسرے انبیاء علیہم السلام کے خطاب میں نازل ہوئی تھیں تو ان کا نام قرآن تھا اور جب انہیں بعینہ آیات سے اللہ نے غیر انبیاء کو مثل صاحب براہین کے مخاطب فرمایا تو اس کا نام قرآن نہیں رکھا جاتا اور غرض اس ہذیان سے صاحب براہین کا تحریف قرآن اور الحاد آیات فرقان سے بچانا ہے۔ پھر صاف صاف اس قبیح مضمون کو اشاعۃ السنۃ مذکورہ بالا کے ص ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶ میں لکھا ہے۔ جس کے قول کو فقیر راقم الحروف نقل کر کے قرآن وحدیث واجماع کی سند سے تردید کرتا ہے۔ تاکہ قرآن مبین اور دین متین کی تائید سے کوئی دقیقہ فروگزار نہ رہے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم!

’’اور ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت میں مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد اور محل اعتراض نہیں ہے۔‘‘ انتہاء بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ اس پر تین اعتراض وارد ہیں۔ پہلا یہ کہ مخاطب یا متکلم کا اختلاف ایک ہی کلام میں ایک ہی وقت میں غیر متصور ہے۔ اس لئے کہ پہلے متکلم نے جب کچھ کلام کی تو صرف اس کے بولنے سے وہ وقت گزر گیا پھر دوسرے متکلم کا اسی کلام کو اسی وقت بولنا کیونکر متصور ہوا؟۔ اور ایسا ہی حال ہے باعتبار اختلاف مخاطب کے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے۔ دوسرا یہ کہ اختلاف متکلم یا مخاطب کا کلام واحد (وقت واحد) میں اگر مانا جائے تو ایک ہی کلام کا ایک ہی وقت میں قرآن اور غیر قرآن نام رکھنا غیر ممکن ہے۔ اس لئے کہ اثبات شے اور پھر نفی اس کی ایک ہی وقت میں عقلاً ناجائز ہے۔ تیسرا یہ کہ قرآن مجید ازل سے ابد تک قرآن ہے۔ پس اس کو غیر قرآن کہنا شرعاً ناروا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات فرقانی کا نام قرآن رکھا ہے۔ جیسا کہ سورۃ زمر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی طرف اشارہ فرما کے قرآن عربی اس کا نام رکھا۔ پس جس نے ان آیات بعینہا کو غیر قرآن کہا بے شک قرآن کا مخالف ہوا۔

قولہ! کبھی ایک کلام جبکہ اس کا متکلم مثلاً خدائے تعالیٰ ٹھہرایا جائے کلام رحمانی کہلاتا ہے۔ کبھی وہی کلام جبکہ اس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھہرایا جائے۔ شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے۔ اس کی تمثیل میں ہم دو کلام قرآن سے پیش کرتے ہیں۔ قرآن میں ایک کلام ابلیس سے منقول ہے:’’انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين‘‘

اور ایک یہ کلام فرعون سے: ’’انا ربکم الاعلیٰ‘‘ ان دونوں کو اگر یوں خیال کریں کہ یہ ابلیس وفرعون کی کہی ہوئی ہیں خواہ کسی زبان میں انہوں نے کہی ہوں۔ تو یہ کلام شیطانی وفرعونی کہلاتے ہیں۔‘‘ انتہاء بلفظہ! اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں درج ہے: ’’انا ربکم الاعلیٰ‘‘ جبکہ کلام فرعون ٹھہرایا جائے۔ خواہ وہ کسی زبان میں ہو قرآن نہیں کہلاتا۔‘‘ انتہاء بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ متکلم کے اختلاف سے کلام مختلف نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ کلام اسی کی کہلاتی ہے جس نے اول بولی ہو۔ دیکھو جو شخص: ’’الحمدلله رب العالمین‘‘ اور: ’’قل هوالله احد‘‘ پڑھے گا تو یہ نہ کہا جائے گا کہ یہ اس کی کلام ہے۔ بلکہ ہر مومن بھی کہے گا کہ یہ دونوں آیتیں باری تعالیٰ کی کلام ہے اور جو: ’’انما الاعمال بالنیات‘‘ کہے گا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ سرور عالم ﷺ کی حدیث ہے۔ اور جو: ’’قفانبك من ذكرى حبيب ومنزلها‘‘ زباں پر لائے گا تو کہیں گے کہ یہ مصرع امرء القیس کے شعر کا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں یہ لکھا ہے۔ پس قرآن مجید کی آیات کو غیر خدا کی طرف منسوب کرنا اور کلام شیطانی وفرعونی کہنا علم والے مومن کا کام نہیں۔ بلکہ سچا مومن اس کے مقابلہ میں یوں کہے گا کہ خدا پاک ہے یہ سخت بہتان ہے۔ کیونکہ جو کچھ قرآن شریف میں الحمدللہ سے والناس تک ہے وہ حق تعالیٰ کی ہی کلام ہے اور زمین وآسمان اور ارواح کے پیدا ہونے سے پہلے سے لوح محفوظ میں لکھی گئی تھی جس کو جبرائیل امین نے آنحضرت ﷺ پر اتارا ہے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید میں سورۃ بروج کی اخیر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ’’بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا۔‘‘ تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں۔ بلکہ وہ قصہ قرآن قدیم کا ایسا ہے جو اس کے وقوع سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے جس پر شیطانوں اور جنوں اور آدمیوں کو دسترس نہیں ہے۔ امام بغوی نے تفسیر معالم میں اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ لوح محفوظ ایک تختی ہے سفید موتی سی جس کی لمبائی آسمان وزمین کے درمیان کے برابر ہے اور چوڑائی اس کی مشرق سے مغرب تک کی ہے اور کنارے اس کے موتی اور یاقوت کے ہیں اور دفتریے اس کے سرخ یاقوت کے ہیں۔ نوری قلم سے اس میں قرآن لکھا ہے۔ اوپر سے عرش مجید سے لگی ہے اور نیچے سے فرشتہ کی گود میں ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر فتح العزیز کا اور مدارک وجلالین وغیرہما میں بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن امام سیوطیؒ نے تفسیر اتقان میں بسند طبرانی حضرت ابن عباسؓ سے اس حدیث کو مرفوع روایت کیا ہے۔ تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ اور نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یا محمد ﷺ قرآن کے ساتھ اپنی زبان مت ہلا۔ تاکہ جلدی سے اسے یاد کرلے اور تھے آنحضرت علیہ السلام کہ شروع کرتے تھے پڑھنا آیات قرآن کا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی فراغت سے پہلے اس لئے کہ کچھ بھول نہ جائے۔ پس آپ ﷺ کو کہا گیا کہ مت ہلا اپنی زبان کو وحی کے پڑھنے میں۔ جب تک جبرائیل پڑھتا رہے۔ تاکہ تو جلدی سے اسے یاد کرلے اور کچھ فروگذاشت نہ ہو جائے۔ پھر اس جلدی سے روکنے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ بے شک ہمارا ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا۔ تیرے سینہ میں اور اس کا یاد کرانا تیری زبان پر اور مت جلدی کر قرآن کے پڑھنے میں اس کی وحی کے ختم ہونے سے پہلے۔ پس جب ہم پڑھیں قرآن کو یعنی جبرائیل تجھ پر پڑھے تو اس کے پڑھنے کی متابعت کر پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا جب تجھ پر اس کے معنی میں کچھ مشکل پڑ جائے یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر مدارک کا اور اکثر تفاسیر میں ایسا ہی ہے۔ پھر پہلی آیت جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی قرآن مجید سے وہ بالاتفاق ابتداء سورۃ

علق کا ہے۔ مالم یعلم تک تفسیر فتح العزیز میں ہے کہ آنحضرت علیہ السلام ایک دن غسل کے واسطے غار حراء سے باہر تشریف لا کر پانی کے کنارے پر کھڑے ہوئے کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے ہوا سے پکارا کہ یا محمد ﷺ پس آنحضرت ﷺ نے اوپر کو دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ پس تین مرتبہ آپ ﷺ کو پکارا اور آپ ﷺ دائیں بائیں دیکھ رہے تھے کہ ایک سورج کی طرح نورانی شخص آدمی کی شکل میں دیکھا جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور سبز ریشمی پوشاک پہنی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ پڑھ اور بعض روایتوں میں ہے کہ جبرائیل امین علی نبینا وعلیہ السلام نے سبز دریائی کے قطعہ میں کچھ لکھا ہوا آپ ﷺ کو دیا اور کہا کہ پڑھو آپ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا مجھے حرفوں کی شناس نہیں اور ان پڑھ ہوں۔ اخیر حدیث تک یہ ترجمہ ہے۔ عبارت تفسیر عزیزی کا۔ اور ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر کے ملحقات میں لکھتے ہیں کہ شارح عقیدہ طحاویہ نے شیخ حافظ الدین نسفی کی منارسے ذکر کیا ہے کہ قرآن نام ہے نظم اور معنی دونوں کا اور ایسا ہی دوسرے اصول والوں نے کہا ہے اور امام اعظمؒ کی طرف جو منسوب کرتے ہیں کہ جس نے نماز میں قرآن کا ترجمہ فارسی پڑھا تو روا ہے تو آپ کا اس سے رجوع ثابت ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ باوجود قدرت عربی کے غیر عربی روا نہیں ہے اور یہ بھی آپ نے کہا ہے کہ جو شخص بغیر عربی کے قرأت پڑھتا ہے یا تو وہ دیوانہ ہے معالجہ کیا جائے یا زندیق ہے قتل کیا جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عربی میں کلام کی ہے اور معجزہ ہونا قرآن کا نظم اور معنی دونوں سے حاصل ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ پس قرآن وحدیث اور کتب عقائد اہل سنت سے محقق ہوا کہ تمام عربی آیات جن کا نام قرآن ہے وہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہیں اور انہیں حروف وکلمات سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی تھیں۔ حضرت امام اعظمؒ فقہ اکبر میں اور علامہ قاریؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام سے بطور اخبار یا حکایت کے جو ذکر کیا۔ اور فرعون وشیطان وغیرھما سے بھی جو بیان کیا ہے بے شک یہ دونوں قسم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی کلام قدیم ہیں جو ان سے خبر دی گئی ہے۔ یعنی موافق اس کے جو کلمات معانی پر دلالت کرنے والی لوح محفوظ میں لکھے گئے ہیں۔ آسمان وزمین اور ارواح کے پیدا کرنے سے پہلے کی۔ نہ یہ کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ وغیرھما انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام سے اور فرعون وشیطان اور دوسرے کفار سے سن کر اللہ تعالیٰ نے ان سے نقل کی ہے۔

پس اب کچھ فرق نہیں ہے درمیان خبر دینے حق تعالیٰ کے ان کے اخبار واحوال واسرار سے جیسا کہ سورۃ:''تبت یدا''وآیت قتال وغیرھما میں ہے اور نہ درمیان ظاہر فرمانے باری تعالیٰ کے اپنی صفات وافعال وخلق مصنوعات میں جیسا کہ آیت الکرسی سورۃ اخلاص وغیرھما میں ہے اور نہ درمیان آیات افاقیہ اور انفسیہ کے۔ کہ یہ سب کے سب باری تعالیٰ کی کلام ہے اور اس کی صفت پاک 'حاصل الکلام' کلام اللہ شریف حادث نہیں غیر مخلوق ہے اور موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی کلام اگرچہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہوا اور ایسا ہی کلام دوسرے انبیاء ومرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین وملائکہ مقربین کی مخلوق ہے جو ان کی پیدائش کے بعد حادث ہوئی اور قرآن حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی کلام ہے نہ مجازاً اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح قدیم ہے۔ مخلوق کی کلام کی طرح نہیں۔ کیونکہ ان کی ذات اور کلام دونوں حادث ہیں۔ اس لئے کہ صفت موصوف کے تابع ہوتی ہے اور یوں ہی کہا جائے گا کہ نظم عبرانی جو توریت ہے اور نظم عربی جو قرآن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اس لئے کہ ان کے کلمات

وآیات کلام الٰہی کی دلیلیں اور علامات ہیں اور اس لئے کہ ان کی نظم کا ابتداء اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی حدیث حدیثوں سے پڑھوگے تو یہی کہوگے کہ یہ جو میں نے پڑھا ہے اور ذکر کیا ہے میری کلام نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی کلام ہے۔ کیونکہ ابتداء اس کلام کی نظم کا رسول اکرم ﷺ ہی سے ہوا تھا اور اسی قبیل سے ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے آیت:''افتطمعون ان یومنؤالکم''اور آیت:''وان احد من المشرکین''میں آیت قرآن مجید کو کلام اللہ فرمایا ہے یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا' اور مشکوٰۃ میں سنن دارمی و جامع ترمذی سے بروایت نعمان بن بشیرؓ لایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی پیدائش سے دوہزار برس پہلے ایک کتاب لکھوائی جس میں سے دو آیتیں خاتمہ سورۃ بقرہ کی نازل فرمائیں اور سنن دارمی سے بروایت ابوہریرہؓ لایا ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے ایک ہزار برس پہلے سورۃ طٰہٰ ویٰسین کی تلاوت فرمائی تھی۔ یہ ترجمہ ہے مشکوٰۃ کی حدیثوں کا۔ اب قرآن مجید اور حدیث اور عقائد اہل سنت کی کتابوں سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ قرآن مجید کی ساری آیتیں اللہ تعالیٰ کی ہی کلام ہے۔ کسی مخلوق کی کلام کو اس میں دخل نہیں ہے اور جو کچھ اس میں نبیوں کے قصے اور صدیقوں کی باتیں اور کافروں کے حالات اور بدبختوں کے مقالات ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی ہی کلام ہے جو اس پاک ذات نے ان لوگوں کے پیدا ہونے سے پہلے بموجب اپنے علم ازلی کے ان سے خبر دی ہے۔

پس صاحب رسالہ اشاعۃ السنہ کا یہ قول کہ آیت:''انا خیر منہ''کلام شیطانی ہے اور آیت:''انا ربکم الاعلیٰ''کلام فرعونی ہے اور قرآن نہیں کہلاتا جیسا کہ اشاعۃ السنہ سے اوپر منقول ہو چکا ہے۔ قرآن مجید کی صدہا آیات کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جمیع قصص قرآنی اور حکایات فرقانی کو کلام مخلوق بنادینا نہیں تو اور کیا ہے؟:''اعاذنا اللہ سبحانہ وجمیع المسلمین عن ذالک''ملا علی قاریؒ امام اعظمؒ کی فقہ اکبر کے اس قول کے نیچے کہ کلام اللہ شریف غیر مخلوق ہے لکھتے ہیں کہ کلام اللہ بالذات قدیم ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن مجید کو سن کر خیال کیا کہ یہ آدمی کی کلام ہے تو ضرور وہ کافر ہوا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی ہے اور اس کو عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا' اور یہ بھی اسی کتاب میں ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن رسول کریم کی بات ہے۔ اس نے دلالت کی کہ قرآن رسول کریم کی کلام جبرائیل یا محمد ﷺ کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ رسول بتارہا ہے کہ اس نے قرآن کو اپنے بھیجنے والے سے پہنچایا ہے۔ اس لئے یوں نہیں فرمایا کہ یہ کلام فرشتہ یا نبی کی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول نے اپنے بھیجنے والے یعنی حق تعالیٰ سے پہنچایا نہ یہ کہ اس نے اپنی ذات سے یہ کلام پیدا کی ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد رسول سے ایک آیت میں جبرائیل ہے اور دوسری آیت میں محمد ﷺ ہیں۔ پس دونوں کی طرف سے اس کلام کی نسبت کرنے سے ظاہر ہوگیا کہ یہ نسبت صرف پہنچانے کے واسطے ہے۔ کیونکہ ایک شخص نے جس کلام کو پیدا کیا ہو تو منع ہے کہ دوسرا اس کو پیدا کر سکے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ بے شک حق تعالیٰ نے قرآن کو آدمی کی کلام بنانے والے کی تکفیر کی ہے۔

پس جس نے قرآن کو آنحضرت ﷺ کی کلام بنایا کہ آپ ﷺ نے از خود یہ کلام بنائی ہے تو وہ کافر ہوا۔ اور اس

میں کچھ فرق نہیں کہ قرآن کو آدمی کی یا جن کی یا فرشتہ کی کلام کہے۔ (یعنی ان تینوں صورتوں میں سزا اس کی دوزخ ہے) اس لئے کہ کلام اس کی ہوتی ہے جس نے اول کہی ہو۔ نہ اس کی جس نے پیغام پہنچایا ہو۔ (یہ ترجمہ ہے عبارت فقہ اکبر کا۔ کیا خوش کہا ہے کہنے والے نے کہ:

اگرچہ قرآن از لب پیغمبر است
ہر کہ گوید حق نہ گفتہ اوکافر است

ان معتبر سندوں سے اگر صاحب اشاعۃ السنہ کی تسلی نہ ہو کہ یہ علماء مقلدین کے حوالی ہیں۔ شاید ان کو پسند نہ ہوں تو اولاً اس کا جواب یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر سے اسی اشاعۃ السنہ کے ص۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴ میں بھی سند لی ہے اور نیز ص۳۱۴، اشاعۃ السنہ میں بھی حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی کمال تعریف کر کے ان سے سند لی ہے۔ اور ثانیاً یہ جواب ہے کہ علماء غیر مقلدین بھی اسی اعتقاد پر ہیں جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ جیسا کہ سنداً ان کی بھی بعض کتابوں سے منقول ہوتا ہے۔ تاکہ ظاہر ہو کہ اشاعۃ السنہ والا نے اپنی قوم سے بھی سخت مخالفت کی ہے: ''نہج مقبول من شرائع الرسول'' جو تالیف ہے بڑے بیٹا مولوی صدیق حسن بھوپالی کی اور خود مولوی مسطور نے اس کی تصحیح کر کے بھوپال میں چھپوائی ہے اور یہ باپ بیٹا مشاہیر علماء غیر مقلدین سے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اسی سے ابتداء ہوئی اور اسی کی طرف رجوع ہوگا اور قرآن کے لفظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ سے ہیں جبرائیل امین صرف ناقل ہیں آنحضرت ﷺ فقط پہنچانے والے ہیں اور جتنا لوگوں نے قرآن مجید پڑھا اور پڑھیں گے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کلام فرمائی اور بے شک حضرت جبرائیل نے ان سے سنی اور بالیقین آنحضرت ﷺ پر اتاری جو کوئی کہے کہ وہ کلام فرشتہ کی یا آدمی کی ہے تو اس کا مکان دوزخ ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت فارسی نہج مقبول کا اور یہ عبارت اس کے ص۵ میں ہے۔ قولہ یعنی اشاعۃ السنہ میں لکھا ہے اور اگر بعینہ ان دونوں کی نسبت یہ خیال کریں کہ بہ ضمن حکایت ابلیس وفرعون یہ کلام خدا میں پائی گئی ہیں تو یہ کلام رحمانی اور جزو قرآن کہلاتے ہیں۔ انتہاء بلفظہ! فقیر کہتا ہے کہ آیت: ''انا خیر منہ'' اور آیت: ''انا ربکم الاعلیٰ'' کو اللہ تعالیٰ کی کلام اور جزو قرآن بنانے میں کسی کے خیال کرنے کی کیا حاجت؟۔ یہ دونوں آیتیں فی الحقیقت اور دراصل حق تعالیٰ کی کلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا ہے اور شیطان فرعون کے پیدا ہونے سے ہزارہا برس پہلے حق تعالیٰ نے ان کو لوح محفوظ میں لکھوایا جیسا کہ قرآن وحدیث وعقائد اہل سنت سے اوپر مبرہن ہو چکا ہے۔

پس اس کلام عربی معجز نظام کو شیطان وفرعون کی کلام بنانا اور قرآن میں ان سے نقل کا اعتبار وخیال کرنا محض ہذیان اور بہتان ہے۔ خدائے سبحانہ وتعالیٰ جمیع اہل ایمان کو اس اعتقاد وخیال سے بچائے اور عاقبت بخیر فرمائے۔ واضح رہے کہ یہ اقوال صاحب اشاعۃ السنہ کے جن کا بنائے اختلاف متکلم پر ہے صاحب براہین احمدیہ کی تائید کی تمہید میں تھے جس میں صاحب اشاعۃ السنہ نے اس کی محبت میں اپنا ایمان قربان کر دیا جیسا کہ شرعاً متحقق ہو چکا ہے۔ اب فقیر کاتب الحروف اس کے وہ اقوال جو اصل تائید صاحب براہین میں ہیں جن کا مدار اختلاف مخاطب پر ہے نقل کر کے ادلہ شرعیہ سے ان کی تردید لکھتا ہے۔ واللہ ہو المعین! (جاری ہے!)

منشی مولا بخش کشتہؒ

آخری قسط

روئیداد جلسہ اسلامیہ قادیان

حضرت مولانا نواب الدین صاحب کی تقریر

حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولانا نواب الدین صاحب نے مرزا قادیانی کے الہامات پر تنقید کی اور ان کی کتابوں کے حوالہ جات سے ان کا متناقض ومتخالف ہونا ثابت کیا۔

ان کے بعد منشی حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری نے نسبت اختلاف عمر مرزا لکھا ہوا اپنا مضمون پڑھا۔ جو مدلل و پر معلومات ہونے کی وجہ سے بڑی دلچسپی سے سنا گیا۔ ۱۱بجے کے قریب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری نے حمد وصلوٰۃ کے بعد تقریر شروع کی کہ حضرات مرزا قادیانی کے ساتھ میرا تعلق چالیس پینتالیس سال سے ہے۔ میں ان کی پہلی حالت سے آخیر تک ان کی تحریرات کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ کل میں نے کہا تھا کہ جناب حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے ملفوظات پر مرزا قادیانی کے دستخط کراؤں گا۔ جناب حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ نے آیت:'' انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللّٰہ۔ ''پیش کی تھی۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ خداوند کریم قیامت کو فرمائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرزائی کہتے ہیں کہ خدا فرما چکا اور توفی کے معنے بقول جناب حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری صاحبؒ پورا لینے کے ہیں۔

قبل اس کے کہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے بیان پر مرزا قادیانی کی مہر تصدیق ثبت کراؤں پہلے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ سنئے:

آنحضرتﷺ حضرت زینبؓ سے نکاح کرنے کے بعد اپنا ولیمہ کرتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کو فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے گھروں سے کچھ لاؤ۔ وہ لے آئے اور اس کو یکجا کر کے حضورﷺ نے سب کو کھلا دیا۔ اس وقت جو مولوی صاحبان نے اپنی عالمانہ تقاریر سے ایک قسم کی کھانے کی مزیدار مٹھائی بنائی ہے اس میں میں بھی میٹھا ڈالتا ہوں۔ سنئے:

مرزائی اخبار الحکم نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی سے عدالت میں سوال ہوا کہ محمدی بیگم تم نے نکاح کے لئے طلب کی تھی؟ مرزا قادیانی نے جواب میں کہا اور ان کا اقبال دعویٰ ہے کہ:'' وہ میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا نکاح ضرور ہوگا۔''

قادیان والو! سنو اور غور سے سنو! ڈسٹرکٹ جج کی عدالت کیا ہے۔ جب اس شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہوگے تو وہ کہے گا کہ ہم نے مرزا قادیانی کے منہ سے کہلوادیا تھا کہ نکاح ضرور ہوگا تم بتاؤ کیا ہوگیا؟۔ آہ! مرزا قادیانی جب عدالت کے کمرے سے باہر آتے ہیں تو فرماتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ خدا کا کام ہے اور اب عدالت کے کاغذات سے کون مٹائے گا۔

حکیم نورالدین قادیانی ریویو آف ریلیجنز بابت جون جولائی صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں کہ نکاح ٹوٹا نہیں۔ میں بارہا میاں محمود کو کہا کرتا تھا کہ اگر نکاح نہ بھی ہو تو میرے اعتقاد میں خلل نہ آئے گا۔ خوب بلکہ اس کی تاویل مولوی صاحب نے اس طرح کی کہ مرزا قادیانی کا لڑکا در لڑکا در لڑکا در لڑکا............! محمدی بیگم کی لڑکی در لڑکی در لڑکی در لڑکی............! غرض کسی پشت میں بھی جا کر اگر کوئی رشتہ بھی ہوگیا تو سمجھو مرزا قادیانی کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ قیامت تک کہیں نہ کہیں تو کوئی ہی رشتہ ہو جائے گا۔ خدا فرماتا ہے: ”فلا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ۔“ (خدا رسولوں کے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا) مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ اور لڑکی در لڑکی کی تاویل کی جاتی ہے۔ فاضل مقرر نے فرمایا کہ میرے مکرم مولانا مرتضی حسن صاحب نے مرزا قادیانی کے الہامات گنے ہیں مگر میرے حساب میں مرزا قادیانی کو فی گھنٹہ ۳۰۲ الہام ہوتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی تذکرہ الشہادتین صفحہ ۴۱ پر ہے کہ میرے دس لاکھ معجزے ہیں۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ مرزائیوں نے جلسہ اسلامیہ کے اثر کو کم کرنے کے لئے اور عوام میں ڈینگ مارنے کے لئے مرزا قادیانی کی سنت کے موافق دو تین اشتہار انعامی مباہلہ اور قسمیہ شائع کر دیئے۔ ان اشتہارات کو ہاتھ میں لے کر مولانا نے کہا اب میں ان کے جوابات دیتا ہوں۔ مشتہرین سننے کے لئے تیار ہو جائیں:

پہلا اشتہار:............ قاسم علی مرزائی کا انعامی یک صد روپے کا ہے۔ (واضح رہے کہ یہ وہی صاحب ہیں جن سے مولانا صاحب نے بمقام لدھیانہ تین سو روپے انعام حاصل کئے تھے اور مرزائی گروہ پر بین فتح حاصل کی تھی۔) جو لفظ توفی کے متعلق ہے۔ منشی قاسم علی قادیانی ڈپٹی صاحب (افسر منتظم) کے پاس یہ امانت رکھ دیجئے اور منصف مقرر کر کے جواب لیجئے جس کے حق میں فیصلہ ہوگا یہ روپیہ اس کا ہوگا۔ (یہ اشتہار عام علماء کے لئے تھا۔)

دوسرا اشتہار: انعامی دو صد روپیہ خاص میرے لئے ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ میرے لئے زیادہ رقم کیوں ہے۔ مرزائیوں نے کہا آپ مخالفت میں بڑے ہیں۔ اس لئے رقم بھی بڑی مقرر کی گئی ہے۔ لہذا منشی صاحب ڈپٹی صاحب (افسر منتظم) کے پاس روپیہ رکھ دیں۔ میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں کہ:

”میں مسیح کو آسمان پر زندہ جانتا ہوں اور (مرزا قادیانی کے) مسیح موعود کے دعویٰ کو غلط جانتا ہوں۔“ یہی

میرا ایمان ہے اور یہی عقیدہ اور یقین ہے۔ مجھ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ میں نے جو قسم کے الفاظ بیان کئے ہیں میں ان کا دل سے معترف نہیں ہوں۔ چہ خوش! اس وقت آپ نے حل شقعت قلبہ کا واقعہ بیان کیا۔ اگر میری نسبت یہ کہا جائے گا کہ یہ دل سے مسیح کو زندہ نہیں مانتا اور مرزا قادیانی کو سچا مانتا ہے تو مجھے بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ قادیانی ایک بیکار منڈلی زوئی کمانے کے لئے اکٹھی ہوئی ہوئی ہے۔ وغیرہ!

جوں توں کر کے منشی قاسم علی نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دوصد روپیہ ڈپٹی صاحب کے پاس تو رکھ دیا مگر چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ شیر ببر کی جھپٹ سخت ہوتی ہے۔ مولوی صاحب نے ڈپٹی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جناب روپیہ اپنے قبضہ میں کیجئے اور تا فیصلہ واپس نہ کیجئے۔ اب میں منشی قاسم علی صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ اور سب حاضرین سنیں۔ میں ان الفاظ میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط ہے۔

کہو اس مجمع میں قسم کھاؤں یا کسی اور جگہ جا کر۔ یہ تمہارا اختیار ہے کہ جہاں چاہو قسم لے لو۔ مندر میں مسجد میں' گوردوارے میں' مسلمانوں کی مسجد میں یا اپنی عبادت گاہ میں جہاں تمہارا اطمینان ہو۔ میں حاضر ہوں

منشی قاسم علی نے کہا کہ آپ اپنی قسم میں اپنی بیوی اور بچے بھی شامل کریں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ تو یہاں موجود نہیں ہیں۔ جواب ملا کہ ہوں یا نہ ہوں۔ قسم میں آپ کے اہل وعیال کی شرکت ضروری ہے۔

مولوی صاحب نے کہا اچھا ہم تمہاری خاطر یہ بھی مان لیتے ہیں۔ مگر دوبائی قسم معین کرو۔ کل اگر کسی کو زکام یا سردرد ہو تو تم کہو گے کہ قسم کا اثر ہے اور سردرد بخار زکام وغیرہ ہمچو قسم امراض شب وروز ہوتی ہی رہتی ہیں۔ کسی بچے نے پتلا ہگ (پخانہ) دیا تو تم نے کہا قسم کا اثر ہے۔

سوم مدت متعین کرو۔ کیونکہ آخر موت فوت بھی ہے۔ جب کبھی میں یا میرا کوئی قریبی عزیز فوت ہو تو تم نہ کہہ سکو کہ جھوٹی قسم کا وبال آیا ہے۔ منشی قاسم علی نے کسی بات کو نہ مانا اور روپیہ واپس لے لیا۔ اس وقت کا نظارہ دیکھنے کے قابل تھا کہ تمام حاضرین نے دیکھ لیا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔

فاضل مقرر نے کہا کہ اب حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ کو مخاطب کر کے آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ: ''انت قلت للناس.......... الخ'' استقبالیہ ہے۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ نے فرمایا ہاں! سنئے۔ اب میں مرزا قادیانی کے دستخط کراتا ہوں۔ مرزا قادیانی ضمیمہ براہین احمدیہ جلد۷ ص۶ پر لکھتے ہیں کہ ماضی مضارع کے معنے میں آجایا کرتی ہے۔ مثلاً: ''ونفخ فی .... واذ قال اللّٰہ یعیسی ابن مریم .... الخ''

خدا قیامت کو کہے گا کہ اے عیسیٰ تو نے ایسا کہا تھا۔ پس وہ زمانہ آنے والا ہے اس حوالہ کا بہت اچھا اثر مجمع پر ہوا۔ دیکھا مرزا قادیانی بھی آپ کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔

من برائے وصل کردن آمدم
نئے برائے قتل کردن آمدم

دوسرے دعویٰ شاہ صاحب کا توفی کے لئے پورا کرنے کا تھا۔ لطف یہ ہے کہ وہی آیت جب مرزا قادیانی پر الہام ہوتی ہے تو وہی معنے کئے جاتے ہیں جو حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ نے فرمایا ملاحظہ ہو۔ براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۳ مرزا قادیانی خود معنے کرتے ہیں کہ: ''میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔'' (جلد ۵ ص ۵۱۹)

زیادہ وضاحت کے لئے ایک عربی شعر پڑھا۔ جس میں توفی کا معنی...... اکہ سب کو پورا دے ہے۔

کہا براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ جو خدا نے لکھایا ہم نے لکھا بس اس میں جو مسئلہ ہوا احمدیوں کو ماننا چاہئے۔ اگر وہ مان لیں تو ان کی ہماری صلح ہے۔ پھر براہین ص ۴۱۸ کا حوالہ دے کر پڑھا: ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۰ ''یعنی جب مسیح دنیا میں آئیں گے تو اسلام دنیا کے اطراف میں پھیل جائے گا۔ اس سے دو باتیں ثابت ہیں۔ ۱...... مسیح کا دوبارہ آنا۔ ۲...... ان کا آکر حکومت کرنا اور تمام دنیا پر اسلام کو رائج کرنا۔ ہاں صاحب حکومت اس کا نام نہیں کہ قلم پکڑا اور سیدھا الٹا گھسیٹتے چلے گئے۔ یاد رہے کہ: گویا: ''انزلنا الحدید فیه باس شدید ''اجی صاحب پنڈت لیکھرام قتل ہوئے۔ کسی جگہ اور تلاشی ہوئی قادیان میں مرزا قادیانی کی، مرزا قادیانی نے کسی غلط ملط خط سے متاثر ہو کر گورنمنٹ سے درخواست کی کہ دو تین سپاہی مجھے حفاظت کے لئے دیئے جائیں۔ مگر جواب انکار میں ملا۔ یہ تھی مرزا قادیانی کی حکومت اور ان کی طاقت ساری عمر گورنمنٹ سے خطاب مانگتے رہے مگر کچھ وصول نہ ہوا۔

چشمہ معرفت میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ میرے آنے کے وقت سب قومیں مٹ کر ایک قوم رہ جائے گی۔ مگر اخبارات اور مشاہدات اس کے خلاف ہیں۔ ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ عنقریب دیکھو گے کہ کوئی پڑھا لکھا ہندو تم کو نہ ملے گا۔ اب کسی محکمہ میں جا کر دیکھو کہ کوئی ہندو ہے یا نہیں۔ دور کیوں جاتے ہو۔ قادیان میں دیکھو کسی ہندو کی دکان سکول، رہائش ہے یا نہیں (سب نے کہا ہے اور اچھی حالت میں ہے۔)

اور سنو! کتاب مسیح ہندوستان میں کے ص ۸۱ پر لکھتے ہیں کہ عیسیٰ کا رنگ شامی ہونے کی وجہ سے سرخ تھا۔ پھر کہا حضرت مسیح شام کے رہنے والے تھے۔ اس لئے سفید رنگ تھے۔ ان دو تحریروں میں سچی کس کو کہیں۔ اور

مزے کی سنو! راز حقیقت ص۲ پر لکھتے ہیں حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس کی تھی۔ اور یہود ونصاریٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ ۳۳ برس کی عمر میں صلیب کا واقعہ ہوا۔ گویا اس وقت ۸۷ برس کے تھے اور کتاب مسیح ہندوستان میں ص ۵۳ پر ۱۲۵ برس ظاہر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ ۸۷ برس حضرت عیسیٰ جیتے رہے۔ آخر ان کی یہ دعا قبول ہوئی: ''الی ربوة ذات قرار ومعين ۰ ''احادیث میں آیا ہے کہ اس لفظ کے بعد ۱۲۰ برس کی عمر پائی۔ اب دیکھ لیا مرزا قادیانی کی تحریرات میں کس قدر اختلاف موجود ہے۔ کوئی مانے تو کیا مانے وغیرہ۔

تقریر حضرت مولانا ابراھیم سیالکوٹی صاحبؒ

صاحبان! مرزائیوں کی طرف سے قسموں کے متعلق جو انعامی اشتہارات شائع کئے گئے ہیں یہ سب دکھلاوا ہے۔ کیونکہ جب ہم: ''مولوی ثناء اللہ اور ابراھیم وغیرہ علماء یہاں قادیان میں موجود ہیں اور باوجود اس کے کہ مرزا قادیانی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان آخری فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی مزید تصفیہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر ان کی اس سے تسلی نہیں ہوئی تو ہم تیار ہیں۔ جہاں چاہیں اور جس سے چاہیں مناظرہ کرلیں۔''

صاحبان! قسم کے الفاظ میں جو یہ بیوی بچوں کو ساتھ شامل رکھنا چاہتے ہیں ان کو واضح ہونا چاہئے کہ یہ ان کے پیشوا کے اصول کی خلاف ورزی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان سے اشتہار دیا اور اس میں لکھا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا۔ اس وقت مرزا قادیانی کا لڑکا مبارک احمد کمسنی کی حالت میں مر گیا تھا۔ اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ بعض لوگ جو اس کو نشان قرار دیتے ہیں ان کی غلطی ہے۔ وہ میرا لڑکا دعا میں شامل نہ تھا۔ جس پر مرزا قادیانی کے نزدیک بیوی بچوں کی شمولیت ضروری نہیں تو پھر یہ کیوں شرط لگائی جاتی ہے کہ مولوی صاحب اپنے اہل وعیال کو بھی شامل کریں۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے دندان مبارک کے جنگ احد میں شہید ہونے کا ذکر کیا۔ اور پھر کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ نبی ضلعوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نبی ہوئے جو ضلع تھا۔ بخلاف اس کے قادیانی نبی ایک گاؤں میں ہوا ہے جو اس وقت تک ضلع نہیں ہے۔

حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ بٹالہ سے قادیان کو جب ہم آرہے تھے تو ہمارے ہمراہ ایک دوسری ٹم ٹم آرہی تھی۔ جس میں مرزائی سوار تھے۔ سڑک کی ناہمواری کے ذکر پر اس نے کہا کہ قادیان کو مکہ سے یہ بھی ایک گو مناسبت ہے کہ اس کی سڑک بھی کچی ہے اور اس کی بھی۔ اس وقت میں نے کہا کہ مناسبت کے لئے نہیں بلکہ مرزا

قادیانی کے الہام کو خاک میں ملانے کے لئے اب تک مکہ میں ریل نہیں بنی اور نہ سڑک پختہ ہوئی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا قول تھا کہ مسیح کے وقت میں بموجب (و اذا العشار عطلت)اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔اس تاویل کو خدا نے غلط کرنا تھا۔اس لئے نہ وہاں ریل بنی نہ سڑک۔

فاضل مقرر نے اس موثر و مدلل تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اگر نوعیت عذاب اور مدت نزول عذاب مقرر کی جائے تو میں قسم کھانے کو تیار ہوں مگر اس تقریر سے مرزائیوں کی یہ حالت تھی کہ:’’ چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند ‘‘جب صدائے برنخواست کا معاملہ نظر آیا تو مولانا ابوالوفا ثناءاللہ صاحبؒ اٹھے اور فرمایا قادیانی دوستوں کے روپے کے لئے نہیں۔ بلکہ رفع شک کے لئے اور اتمام حجت کے لئے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے زندہ ہیں اور مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط ہے۔ان کے بعد مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے بھی ایسے ہی الفاظ میں قسم کھائی اور کہا کہ جن تیس دجالوں کی خبر حدیث میں ہے ان میں سے ایک ہم مرزا قادیانی کو مانتے ہیں کہ وہ بھی انہی کی طرح جھوٹا ہے۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ ایڈیٹر النجم لکھنو کی تقریر

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ کے بعد مولانا موصوف نے مختصر مگر موثر تقریر کی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی غلط بیانیوں توہین انبیاءؑ اور مرزا قادیانی کی اپنے منہ سے اپنی برتری کا ظاہر کرنا دکھایا۔اس کے مقابلہ میں حضورﷺ کے اخلاق و ایثار کا تذکرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو پابندی صوم وصلوٰۃ کی تاکید کی۔

صدر جلسہ کی اختتامی تقریر

صاحب صدر نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ یہ جلسہ اسلامیہ نہایت کامیابی اور امن سے ہوا۔ بھائیو! آپ نے علماء کی تقریریں اور وعظ سنے جو حق وصداقت پر مبنی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کے اثرات ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے اور ہدایت کے لئے یہ بہت مفید وموثر ثابت ہونگیں۔ میں چاہتا ہوں کہ بقدرے امکان ان کا خلاصہ آپ کے سامنے دہرادوں۔

آنحضرتﷺ فرماتے ہیں کہ خدا نے جو ہدایت مجھ کو دی اس کی مثال بارش کی سی ہے۔ بارش رحمت ہے۔مگر اس کا اثر ہر جگہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ایک خطہ اچھا ہے۔عمدہ چیزیں اگاتا ہے۔ایک وہ ہے کہ خود تو کچھ نہیں اگاتا مگر بارش کا پانی اپنے اندر جمع کر کے دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے۔اور ایک قسم ایسی ہے نہ خود کچھ پیدا کرتی ہے نہ دوسروں کو نفع پہنچاتی ہے۔ایسا ہی انسانوں کے مدارج میں تفاوت ہے۔حضرات علماء کی تقاریر سے ختم نبوت ثابت

ہو چکی اور مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تغلیط بھی کافی ہوگئی۔ اب میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کا راستہ بتاتا ہوں جس کی نسبت ارشاد ہے کہ اس کا دن اور رات برابر ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی قرآن کو مانے اور حدیث سے انکار کرے تو وہ بھٹکا ہوا ہے۔

صاحبان! ابتدائے زمانہ اسلام سے آج تک (ہر قرن اور ہر زمانہ میں) اس قدر اولیاء کرام گزرے ہیں جس کا شمار ناممکن ہے۔ لیکن کسی نے ظلی یا بروزی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ مثال کے طور پر حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی کا اسم گرامی پیش کرتا ہوں کہ جن کی صحبت سے تاتار کا بادشاہ تک مشرف با اسلام ہو گئے۔ تاتار کے ہاتھ سے جو مسلمانوں کو اذیتیں پہنچا کرتی تھیں وہ کس سے مخفی ہیں۔ بڑے بڑے حکمران تاتاریوں کے سامنے کھڑے نہ ہو سکے۔ تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین صاحب اجمیریؒ کے حالات کس سے پوشیدہ ہیں کہ انہوں نے ہندوستان میں کس قدر اسلام پھیلایا۔ راجوں تک کو مسلمان کیا لیکن یہ دعویٰ نہ کیا اور ہمیشہ خاکسار بنے رہے۔ علماء میں سے حضرت غزالیؒ کو لیجئے کہ کس قدر شان والے تھے۔ جب نکلتے تو دائیں بائیں تین چار سو شاگرد ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ باہر سے ایک عالم آئے اور ان کے استقبال و دیدار کے لئے ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ خلیفہ ہارون الرشید کی بی بی (بادشاہ کی بیگم) نے اپنے محل کے جھروکہ سے دیکھا اور حیران رہ گئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خراسان کا ایک عالم آیا ہے جس کے لئے بچے بوڑھے دوڑے جارہے ہیں۔ بولی واللہ! یہ وہ بادشاہ ہے جو دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ ہاں! اگر نبوت امت کے لئے ضروری تھی تو کیا تیرہ صدیاں بغیر نبی کے ہی گزر گئیں اور ایسے ایسے جلیل القدر لوگوں سے ہی کوئی بھی قابل و مستحق نہ سمجھا گیا۔

قرن اول سے آج تک سب کا عقیدہ یہی رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے ہیں اور پھر نازل ہوں گے۔ کیا اس عقیدہ والے سب کے سب کافر ہوئے؟۔ اس کے بعد فرمایا کہ تین سال سے جماعت دیوبند اور قادیان میں اشتہار کا سلسلہ جاری ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی ایک بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد کچھ مولانا عبدالسمیع صاحب کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ہم سب کو صحابہ کرامؓ کے طریق اور اصول پر چلنا چاہیئے۔ اس کے بعد صاحب صدر تعلیم دینیات کے لئے ایک اسلامی مدرسہ کی ضرورت ظاہر کی۔ سب نے اس کی تائید کی اور بقدر امکاں امداد دینے اور امداد پہنچانے کا خیال ظاہر کیا۔ اس کے بعد نہایت خیر وخوبی کے ساتھ قریب دو بجے جلسہ برخاست ہوا اور تین چار بجے کے درمیان علماء کا قافلہ قادیان سے روانہ ہو کر قریب چھ بجے شام بٹالہ پہنچا۔ شہر سے باہر ینگ مسلم ایسوسی ایشن نے رضا کارانہ خلافت کے ساتھ شہر سے باہر استقبال کے لئے نہایت عمدہ انتظام کیا ہوا تھا۔ اہالی بٹالہ کی خواہش واصرار پر آج رات بھی بٹالہ میں علمائے کرام رونق افروز ہیں اور اپنی تقاریر ومواعظ حسنہ سے بٹالہ والوں کو مستفید کیا اور اگلے روز امرتسر کی طرف روانہ ہوئے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

مبلغین کی سہ ماہی میٹنگ کی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی سہ ماہی میٹنگ میں ملک بھر سے آئے ہوئے چالیس مبلغین نے شرکت کی۔ میٹنگ میں کئی ایک اہم امور پر غور وخوض اور مشاورت ہوئی۔ درج ذیل فیصلے کئے گئے:

سالانہ سہ ماہی ردقادیانیت کورس ۱۸/شوال سے شروع ہوکر ذوالحجہ کے آخر تک جاری رہے گا۔ کورس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے عالیہ کے امتحان میں جید جداً یا کم ازکم جید آنے والے فضلاء کو داخلہ دیا جائے گا۔ کورس میں فضلاء کو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت‘ حیات مسیح علیہ السلام اور قادیانیت کی ملک وملت دشمنی پر مشتمل عقائد پر لیکچر دیئے جائیں گے۔ مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاکر قادیانیت کا ہر محاذ پر بھرپور تعاقب کریں۔ آنے والی سہ ماہی میں ’’مرزا غلام احمد قادیانی کی اٹھارہ اہم پیشین گوئیوں کا تحقیقی جائزہ‘ نامی کتاب کا مطالعہ اور آئندہ میٹنگ میں امتحان تجویز کیا گیا۔ ملک بھر میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان چلنے والے عدالتی کیسوں میں مجلس کی طرف سے پیروی کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز مظلوم مسلمانوں کی قانونی حمایت کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ مبلغین سے درخواست کی گئی کہ وہ ہرروز کم ازکم دو درس دیں۔ تاکہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہوسکے۔

رواں سہ ماہی میں صوبہ پنجاب کی پچاس تحصیلوں میں ختم نبوت کانفرنس اور مرکزی مبلغین کے دورے تجویز کئے گئے۔ جبکہ آئندہ سہ ماہی میں اضلاع کی سطح پر پورے ملک میں کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ ۱۴۲۴ھ کی آخری سہ ماہی (شوال المکرم‘ ذیقعدہ‘ ذوالحجہ) میں پنجاب میں تحصیل سطح پر پچاس مقامات پر ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ ان پروگراموں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی مبلغین کے علاوہ مرکزی مبلغین خطاب فرمائیں گے۔ مرکزی رہنماؤں کے چار گروپ تشکیل دیئے گئے۔

لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژن کے تحصیل مقامات میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں مرکز کی نمائندگی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب فرمائیں گے۔ جبکہ راولپنڈی ڈویژن‘ ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور ملتان ڈویژن کے اضلاع خانیوال اور وہاڑی میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب مرکز کی نمائندگی کریں گے۔ بہاولپور ڈویژن‘ فیصل آباد ڈویژن کی تحصیل کانفرنسوں کی نگرانی حضرت مولانا خدابخش صاحب کریں گے۔ سرگودھا ڈویژن کے اجتماعات حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب کی سرکردگی میں ہوں گے۔ بعض اجتماعات کی صدارت قائد تحریک

ختم نبوت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' بعض کی صدارت مجلس کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ اور بعض کی صدارت اور سرپرستی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ فرمائیں گے۔

اجلاس میں سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ کے گاؤں اونچی کھرولیاں کو ڈاکٹر اسلم چنیوٹی قادیانی جو قانون شکنی کے کئی مقدمات میں پولیس کو مطلوب ہے کے نام پر موسوم کرنے اور قادیانیوں کے ہسپتال کو تین کروڑ کی امداد اور قادیانی ڈاکٹر کو مسلط کرنے پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ موجودہ حکومت قادیانی منصوبہ جس میں سیالکوٹ اور نارووال کو قادیانی ریاست بنایا جائے گا کو عملی جامہ پہنانے میں معاون ثابت نہ ہو۔ ماہنامہ لولاک ملتان اور ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے خریداروں میں سے جن کے نام بقایا جات ہیں۔ ان کی لسٹیں مبلغین کو دی گئیں اور درخواست کی گئی کہ وہ بقایا جات وصول کر کے دفتر بھجوائیں۔ تاکہ ان جرائد کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہ سکے۔

ملتان میں مبلغین ختم نبوت کا مختلف مساجد میں اجتماعات سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' حضرت مولانا خدابخش صاحب' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب' مولانا قاضی احسان احمد صاحب' مولانا مفتی محمود الحسن صاحب راولپنڈی اسلام آباد' حافظ محمد ثاقب صاحب' مولانا فقیر اللہ اختر صاحب' حافظ محمد یوسف عثمانی صاحب گوجرانوالہ' مولانا محمد طیب صاحب منڈی بہاؤالدین' مولانا محمد عارف ندیم سیالکوٹ' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور' مولانا غلام مصطفیٰ صاحب چناب نگر' مولانا غلام حسین صاحب جھنگ' مولانا عبدالکریم صاحب پرمٹ وعلی پور' مولانا احمد بخش صاحب رحیم یارخان' مولانا عبدالرزاق مجاہد صاحب اوکاڑہ' مولانا عبدالحکیم صاحب چیچہ وطنی' مولانا محمد اسحٰق ساقی صاحب بہاول پور' مولانا محمد قاسم رحمانی صاحب بہاول نگر' مولانا محمد حسین ناصر صاحب سکھر' مولانا محمد نذر عثمانی صاحب حیدرآباد' مولانا محمد علی صدیقی صاحب میرپورخاص' مولانا خان محمد کندھانی صاحب تھرپارکر سندھ' مولانا عبدالعزیز صاحب کوئٹہ' مولانا عبدالستار حیدری صاحب بھکر' مولانا محمد زمان صاحب فیصل آباد' مولانا حکیم مختار احمد صاحب' قاری محمد یوسف نقشبندی ڈیرہ غازی خان' مولانا عبدالستار گورمانی صاحب' مولانا صفی الرحمان صاحب شیخوپورہ' قاری محمد حفیظ اللہ صاحب' قاری خادم حسین صاحب' حاجی محمد طفیل جاوید صاحب نے شہر کی دو درجن سے زائد مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

قادیانیت کے ضمیر میں ملت دشمنی اور سامراج دوستی کوٹ کوٹ بھری ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ملک وملت پر کوئی آفت آتی ہے تو قادیانیوں کی ہمدردیاں سامراجی قوتوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کے دن گنے جاچکے ہیں۔ وہ دن دور نہیں کہ پوری دنیا سے قادیانیت کا خاتمہ ہوجائے گا۔ تحریک ختم نبوت کے راہنماؤں نے کہا کہ قادیانیت کی سرگرمیاں ملت وملک کے خلاف ہیں۔ حکمرانوں کو ان پر کڑی نظر رکھنی چاہئے۔ تحریک ختم نبوت

کے راہنماؤں نے کہا کہ جب ملک کے حالات نارمل ہوتے ہیں تو قادیانی فرقہ وارانہ قتل وغارت گری شروع کردیتے ہیں۔ تاکہ ان کی سرگرمیوں سے لوگوں کی توجہ ہٹائی جاسکے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اہم پوسٹوں پر فائز قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔ تاکہ ملک میں فرقہ وازیت کو ہوا نہ مل سکے۔

علامہ شاہ احمد نورانیؒ کی یاد میں دفتر مرکزیہ ملتان میں تعزیتی ریفرنس

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں مجلس کے زیر اہتمام حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی یاد میں ایک تعزیتی ریفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مجلس عمل کی تمام جماعتوں بشمول اے آر ڈی کو دعوت دی گئی۔ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل حضرت مولانا حافظ حسین احمد صاحب نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے تعزیتی ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانیؒ کی ختم نبوت کے محاذ پر قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ خصوصاً تحریک ختم نبوت 1974ء میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا نورانیؒ نے حق ادا کردیا۔ جمعیت علمائے اسلام کے جناب حافظ حسین احمد صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے چلتی پھرتی تلوار کی مانند تھے۔ جب محاذ ختم نبوت پر کوئی بھی مشکل پیش آتی آپ فوراً کمربستہ ہوجاتے اور محاذ ختم نبوت پر آپ اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے ہردم تیار رہتے تھے۔ ریفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' حضرت مولانا خدابخش صاحب' حضرت مولانا بشیر احمد صاحب' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب نے بھی خطاب فرمایا اور حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کو خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت مولانا خدابخش صاحب کے تبلیغی دورے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا خدابخش صاحب نے گزشتہ ماہ گوجرانوالہ' سیالکوٹ' ڈسکہ' لاہور' بھاول نگر' ہارون آباد' فورٹ عباس' ڈونگہ بونگہ' منڈی صادق گنج' منچن آباد اور چشتیاں میں مختلف اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا خدابخش صاحب نے گوجرانوالہ کی جن مساجد میں خطاب فرمایا ان میں مرکزی جامع مسجد تلے عالی' جامع مسجد ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن' جامع مسجد توحید حاجی پارک اور جامع مسجد عثمانیہ گرجاکھ شامل ہیں۔ گوجرانوالہ کے تمام پروگراموں میں حضرت مولانا خدابخش صاحب کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر' جناب حافظ محمد ثاقب' حضرت مولانا عبدالواحد رسول نگری' حضرت مولانا حافظ محمد صدیق' حضرت مولانا حافظ گلزار احمد نے بھی خطابات فرمائے۔ تمام مقررین نے ڈسکہ کے گاؤں اونچی کھرولیاں کا نام قادیانی ڈاکٹر مبشر کے والد اسلم قادیانی کے نام پر رکھنے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ غیور مسلمان اسے قطعاً برداشت نہیں کریں گے۔ مقررین نے آئی ہسپتال اونچی کھرولیاں کو سرکاری تحویل میں لینے اور گاؤں کا نام کسی مسلمان کے نام پر رکھنے کا مطالبہ کیا۔

بعد ازاں حضرت مولانا خدا بخش صاحب نے سیالکوٹ اور ڈسکہ میں مختلف اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد آپ لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور میں حضرت مولانا خدا بخش نے جامعہ محمدیہ چوبرجی' جامع مسجد اقبال ٹاؤن' جامع مسجد سمن آباد' جامع مسجد ٹاؤن شپ' جامع مسجد سعدی پارک میں خطاب فرمایا۔ ان تمام مقامات پر مولانا کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب ساتھ رہے۔

بعد ازاں حضرت مولانا خدا بخش صاحب بہاول نگر تشریف لے گئے۔ بہاول نگر میں حضرت مولانا خدا بخش صاحب نے مختلف مساجد میں اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ اسی طرح جامع مسجد فورٹ عباس' جامع مسجد قادری ڈونگہ بونگہ' مرکزی جامع مسجد چشتیاں' جامع مسجد عثمانیہ منچن آباد' جامع مسجد چوک والی منڈی صادق گنج میں بھی حضرت مولانا خدا بخش صاحب نے خطاب فرمایا۔ ان تمام پروگراموں میں حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ بہاول نگر حضرت مولانا خدا بخش صاحب کے ساتھ رہے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا گوجرانوالہ میں مختلف کانفرنسوں سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عالمی مبلغ مفکر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوششوں سے دنیا بھر کے مرزائی قادیانیت کی حقیقت جان چکے ہیں اور قادیانی تیزی سے آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب کی زنجیر توڑ کر مسلمان ہو رہے ہیں۔ گزشتہ چند ماہ میں جرمنی میں 41 اور اٹلی میں 34 پشاور میں 134 حافظ آباد میں 14 اور دیگر مقامات سے سینکڑوں کی تعداد میں قادیانیت چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ چناب نگر میں لوگوں کو اگر مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں تو پاکستان سے مرزائیت کا جنازہ نکل سکتا ہے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ان خیالات کا اظہار مرکزی جامع مسجد صدیقیہ بھڑی شاہ رحمان میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ صدارت رائے نصر اللہ خان نے کی۔ مقررین میں مجلس علماء اہل سنت کے حضرت مولانا سید محمد اسماعیل شاہ کاظمی صاحب' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر صاحب' حضرت مولانا قاری ملازم حسین صاحب' ماسٹر عنایت اللہ صاحب' حضرت مولانا محمد اکبر ساقی صاحب' حضرت مولانا صلاح الدین حنیف صاحب' اور حضرت مولانا حافظ عبدالوہاب صاحب جالندھری بھی شامل تھے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا کہ امت مسلمہ کی وحدت عقیدہ ختم نبوت پر استوار ہے۔ جو شخص ضروریات دین کا انکار نہ کرے اور آنحضورﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط اور غیر متزلزل ایمان رکھے وہ مومن ہے۔ خواہ کسی مسلک اور کسی فقہ کا پیروکار ہو۔ حضرت مولانا نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی عمارت آنحضرتﷺ کے عقیدہ ختم نبوت پر قائم ہے۔ جو بھی اسے منہدم کرنے کی کوشش کرے گا امت مسلمہ اسے کسی صورت میں برداشت نہیں کرے گی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا کہ مسلمان کسی صورت میں مرزائیت کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس نے فیصلہ کیا ہے کہ دنیا بھر کے قادیانیوں تک پیغام اسلام پہنچایا

جائے۔ اس سلسلہ میں گوجرانوالہ ڈویژن کی کانفرنسیں ہورہی ہیں۔ جبکہ راولپنڈی، فیصل آباد، سرگودھا، پشاور، کراچی، ملتان، کوئٹہ اور دیگر مقامات پر بھی ختم نبوت کانفرنسیں ہورہی ہیں۔ ان کانفرنسوں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کے علاوہ ملک بھر کے جید علمائے کرام خطاب کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کے موجودہ گرو مرزا مسرور قادیانی کی وجہ سے مرزائیوں میں اختلافات کھل کر منظر عام پر آگئے ہیں اور لوگ مرزائیت میں بیعت و بہشت کے نام پر جگا ٹیکس دے دے کر اکتا چکے ہیں۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا کہ مرزائیت اسلام دشمنی، وطن سے غداری اور پیسہ کھاؤ گروہ کا دوسرا نام ہے۔ اجلاس میں اونچی کھرولیاں گاؤں کا نام کسی مسلمان کے نام پر رکھنے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے اہم ترین عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اسی عقیدہ پر قائم واستوار ہے۔ قادیانی اس بنیادی عقیدہ پر تیشہ زنی کر کے ایک جھوٹے، دجال، کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ورسول کی حیثیت سے پیش کر کے اسلام کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قریہ قریہ، بستی بستی، قصبہ قصبہ اور شہروں میں قادیانیت کا بھرپور تعاقب جاری رکھے ہوئے ہے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب جامع مسجد نذیر شہید فاضل پور میں درس قرآن کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔

نیز حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد قبا میں علمائے کرام ومقررین کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فاضل پور کے علمائے کرام، وکلاء، پروفیسرز، ٹیچرز، تاجر ودکاندار حضرات قادیانیت کے تعاقب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیں۔ علمائے کرام ومقررین حضرات نے تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ وہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بھی طرح کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اجلاس میں مولانا حماداللہ صاحب، قاری عبدالجبار صاحب، قاری اللہ بخش صاحب، مولانا الٰہی بخش صاحب اور ضلعی مبلغ حضرت مولانا محمد یوسف نقشبندی صاحب نے شرکت کی۔

نیز موصوف نے اپنے چارروزہ دورہ میں تونسہ شریف، راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ مجاہد ختم نبوت صوفی اللہ وسایا کے بیٹوں کی شادی میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں اور علمائے کرام سے ملاقاتیں کی۔ اور ڈویژن میں مجلس کے کام کو تیز کرنے پر مشاورت کی۔ اس دورہ میں مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف نقشبندی بھی ساتھ تھے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا تبلیغی دورہ قصور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی مبلغ حضرت اللہ وسایا صاحب ایک روزہ دورہ پر قصور تشریف لائے۔ میاں

معصوم انصاری صاحب‘ حاجی اللہ دتہ مجاہد صاحب‘ حاجی شبیر احمد مغل صاحب‘ قاری مشتاق احمد رحیمی صاحب‘ مبلغ ختم نبوت قصور مولانا عبدالرزاق مجاہد صاحب نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا جامع مسجد انوار توحید میں استقبال کیا اور انہیں کارواں کے ذریعے کھرپڑ ہتھار کی مرکزی جامع مسجد ختم نبوت میں پہنچایا۔ مسجد میں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا ایمان افروز خطاب ہوا اور قادیانیت کا دجل اور عقیدہ ختم نبوت کا فلسفہ بڑی تفصیل سے بیان کیا۔ حضرت مولانا یہاں سے جامعہ رحیمیہ رسول نگر میں قاری محمد حنیف صاحب کے مدرسے گئے اور دعا خیر کی گئی۔ بعد نماز عشاء جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن قصور میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا اور سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر تفصیلی بیان کیا۔ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی اور قادیانی مذہب سے چھٹکارا حاصل کرنے والے حضرات کا ذکر کیا اور ان کی سلامتی کے لئے دعا کی گئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالرزاق مجاہد نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کے آخر میں تکمیل قرآن کرنے والے خوش نصیب حضرات کو حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنے دست مبارک سے رومال اور اسناد دیں۔ قاری مشتاق احمد رحیمی صاحب نے کانفرنس میں آئے ہوئے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

گولیکی کے سنی اور قادیانی گروپوں کے درمیان مسجد میں فائرنگ کیس کا فیصلہ

ایڈیشنل سیشن جج گجرات میاں مرید حسین نے گزشتہ روز ڈسٹرکٹ بار کے سینئر ترین قانون دان چوہدری ظفر اللہ وڑائچ ایڈووکیٹ آف شادیوال کے دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے پولیس تھانہ کنجاہ کے موضع گولیکی کے مشہور مسلمان (سنی) اور قادیانی گروپوں کے فائرنگ کیس کے قتل کا فیصلہ سناتے ہوئے قادیانی ملزمان میں سے شمشاد کو سزائے موت اور ذوالقرنین‘ نثار احمد وغیرہ کو 9,9 سال قید بامشقت اور ایک لاکھ جرمانہ کا حکم سنایا۔ جبکہ مسلمان (سنی) ملزمان سید محمد نثار احمد‘ ماسٹر افضل اور اکرم سرفراز کو اقدام قتل کیس میں باعزت بری کر دیا ہے۔ استغاثہ کے مطابق قادیانی ملزمان نے 1999ء میں مسجد کے تنازعہ میں مسلمان خالد کو شہید کیا تھا۔ (روزنامہ جذبہ گجرات 14 اکتوبر 2003ء)

چناب نگر میں قادیانی مربی کی غنڈہ گردی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کی جامع مسجد میں قادیانی مربی داؤد احمد نے گھس کر مسجد اور قرآن پاک کی بے حرمتی کی۔ منع کرنے پر قادیانی غنڈہ اپنے انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون و کذاب کی روایات کو اپناتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف اپنی غلیظ زبان دراز کرتے ہوئے بھونکنے لگا اور ساتھ ہی ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کو بھی گالیاں دینے لگا۔ اسی اثناء میں پولیس کو اطلاع کی گئی جس نے بروقت پہنچ کر قادیانی خنزیر کو گرفتار کر لیا اور دفعہ 295 سی کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔

مسلم کالونی چناب نگر میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کا اجلاس ہوا۔ اجلاس کی

صدارت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے کی۔ اجلاس میں قادیانیوں کی طرف سے سالانہ جلسہ کی درخواست کو مسترد کرنے اور جلسہ پر پابندی برقرار رکھنے کا خیر مقدم کیا گیا۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھے۔ چناب نگر، احمد نگر اور ڈاور سمیت گردونواح میں ان کی کفریہ سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے۔ سی بی آر کے چیئرمین قادیانی ریاض احمد ملک کو برطرف کیا جائے۔ حکومت کے اندر چھپے افسران قادیانیوں کی حمایت کر رہے ہیں۔ ان کو قادیانیوں کی حمایت سے باز رہنا چاہئے۔ پرائمری سکول دارالصدر کا ہیڈ ماسٹر محمد یعقوب جو قادیانی نواز ہے اور قادیانی ماسٹر ممتاز دارالبرکات پرائمری سکول چناب نگر میں نارووال سے تبدیل ہو کر یہاں آیا ہے۔ ٹیچر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ قادیانی جماعت کا مربی بھی ہے۔ ہیڈ ماسٹر یعقوب جو قادیانی ماسٹر ممتاز قادیانی کی حمایت میں پیش پیش ہے اور قادیانی غنڈوں کو سکول میں بھیج کر مسلمان سکول ٹیچرز کی بے عزتی کرواتا ہے۔ لہٰذا ان کو فوری طور پر تبدیل کر کے ان کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے۔

تعزیتی جلسہ

جامع مسجد نور چنیوٹ میں تعزیتی اجتماع ہوا جس میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ تمام دینی جماعتوں کے علمائے کرام اس میں شریک ہوئے۔ تعزیتی جلسہ کا انتظام حضرت مولانا مسعود احمد کراروی صاحب صدر جمیعت العلمائے پاکستان تحصیل چنیوٹ اور ان کے رفقاء نے کیا تھا۔ تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے خطیب حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کی دینی، ملی، سیاسی خدمات سے عوام کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ ایک عظیم انسان اور جید عالم دین تھے۔ انہوں نے ساری زندگی ختم نبوت کے مسئلہ پر ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیا۔ چناب نگر اور ملتان کی سالانہ ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے۔ اللہ رب العزت حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کے درجات کو بلند فرمائیں اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔

چوہدری شیر علی مونا کا اسلام قبول کرنا ختم نبوت کی حقانیت کی دلیل ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت امیر مرکزیہ، نائب امیر مرکزیہ، مرکزی ناظم اعلیٰ اور دیگر مرکزی رہنماؤں نے چنیوٹ کے قادیانی زمیندار اور ان کے ساتھ درجنوں ساتھیوں کے اسلام قبول کرنے پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم چوہدری شیر علی مونا اور ان کے رفقائے کرام کو اسلام قبول کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے تمام ساتھیوں کو اسلام پر استقامت نصیب فرمائیں اور پکا سچا اور صحیح مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے قادیانیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے گمراہ اور باطل عقیدہ کو چھوڑ کر حضور نبی کریم ﷺ کے دامن رحمت میں آجائیں اور قیامت کے دن شفاعت نبوی ﷺ کے حق دار بنیں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے!!! **ادارہ**

نام کتاب : صدائے محراب (جلد اوّل)

مصنف : صاحبزادہ طارق محمود

ناشر : مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

ملنے کا پتہ : مکتبہ ہفت روزہ لولاک مرکزی جامع مسجد محمود ریلوے کالونی فیصل آباد......

مکتبہ ختم نبوت 85 سرکلر روڈ لاہور۔

اہل علم حضرات کا کہنا ہے کہ تحریر اور تقریر دو مختلف فن ہیں۔ زبان و بیان اور قلم و قرطاس کی دنیا میں بہت کم لوگوں نے بیک وقت لکھنے اور بولنے میں یکساں کمال حاصل کیا ہے۔ ورنہ عمومی طور پر اہل قلم خطابت کے میدان میں اور شعلہ نوا مقرر کتابت (تحریر) کے محاذ پر زیادہ کامیاب نظر نہیں آتے۔ ''صدائے محراب'' کے مصنف صاحبزادہ طارق محمود اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے منبر و محراب کی صدا کو قلم بند کر کے ایک کامیاب مقرر اور اچھے محرر ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ صدائے محراب جلد اول اہل محراب کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ اس میں 56 خوبصورت خطبات کو خطیبانہ ادیبانہ اور فاضلانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ قبل ازیں اس کتاب کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ منظر عام پر آنے والا حالیہ ایڈیشن جدید تقاضوں کے مطابق از سر نو مرتب کیا گیا ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ جا بجا قرآنی آیات کو براہ راست قرآن مجید سے اس طرح سکین کیا گیا ہے کہ اس عمل نے حسن کتابت اور ذوق خطابت دو آتشہ نظر آتے ہیں۔ صدائے محراب میں سال بھر کے مختلف موضوعات کے خطبات کو اسلامی مہینوں کی نسبت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مصنف مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے منبر و محراب کی امانت کو فروعی مسائل اور فرقہ واریت سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ موصوف کے اس جذبہ اخلاص کے باعث کتاب کو پہلے کی طرح تمام مکاتب فکر میں یکساں مقبولیت حاصل ہوگی۔ خطبات جمعہ کے حوالے سے صاحبزادہ طارق محمود کی تصنیف کردہ ایک اور کتاب ''ذوق بیان'' کے عنوان سے دینی و علمی حلقوں میں متعارف ہو چکی ہے۔ صدائے محراب کے حالیہ ایڈیشن میں چند نئے خطبات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ توحید و رسالت ﷺ...... فضائل اہل بیتؓ و صحابہ کرامؓ...... معراج النبی ﷺ...... ہجرت رسول ﷺ...... اسم محمد (ﷺ) رمضان المبارک و قرآن حکیم...... جہاد کی فضیلت...... شب نجات...... موت کی یاد...... حج عاشقانہ عبادت...... فلسفہ قربانی...... فضائل درود پاک...... عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے 7 اور سیرت النبی ﷺ کے 13 ایمان پرور خطبات شامل ہیں۔ بعض خطبات تو عشق و مستی میں قاری کو مسحور کر دیتے ہیں۔ خطبات ہر لحاظ سے

معیاری ہیں۔ مصنف نے ہر تقریر میں علم و ادب کی چاشنی اور خطابت کے بانکپن کے تسلسل کو برقرار رکھا ہے۔ خطبات میں حکیمانہ نکات قابل قدر اور برموقع اشعار کا انتخاب قابل تعریف ہے۔ کتاب کا ٹائٹل دیدہ زیب ہے۔ مصنف نے کتاب کو اپنے والد مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ کے نام منسوب کیا ہے۔

نام کتاب : تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ
تالیف : محمد نذیر رانجھا
ناشر : جمعیت پبلی کیشنز متصل پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور......
ملنے کا پتہ : خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں شریف میانوالی......
مرکز سراجیہ اکرم پارک غالب مارکیٹ گلبرگ نمبر 3 لاہور

زیر نظر کتاب خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات' خصوصیات' اکابرین اولیا اللہ' بانیان خانقاہ عالیہ حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خانؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ مخدوم العلماء حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حالات زندگی' تعلیمات' خانقاہ سراجیہ کی تاسیس اور خلفائے کرام کے حالات' اکابرین امت کی خانقاہ تشریف آوری' تزکیہ و طہارت' مہمان نوازی و خادم پروری' سنن و مستحبات کا اہتمام خاص' اتباع شریعت اور پیروی سنت کا اہتمام اور خانقاہ شریف کا امتیاز جیسے بیسوں عنوانات پر مشتمل ہے۔ تصوف و طریقت سے تعلق رکھنے والے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے متعلقین کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ کمپوزنگ کتابت' خوبصورت ٹائٹل پر مشتمل ہے۔ طباعت عمدہ ہے۔ اللہ پاک مولف کو جزائے خیر سے نوازیں۔ انہوں نے عظیم الشان مجموعہ مرتب فرما کر خانقاہ کے تعارف کا حق ادا کر دیا ہے۔

نام رسالہ : مجلّہ الھدیٰ
مدیر اعلیٰ' مدیر: علامہ علی شیر حیدری' مدیر مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی
قیمت : فی شمارہ 12 روپے۔ سالانہ چندہ 120 روپے
ناشر : جامعہ انوار الھدیٰ حیدریہ خیر پور میرس

زیر نظر مجلّہ خلافت راشدہ اکیڈمی کے زیر اہتمام شروع کیا گیا ہے۔ تین رنگہ ٹائٹل' عمدہ کمپوزنگ' خوبصورت ڈیزائننگ اور آفسٹ پیپر پر شائع کیا گیا ہے۔ پہلے شمارہ کا آغاز پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کی مشہور زمانہ نعت: ''دنیا سیپ محمد ہوتی ...... صلی اللہ علیہ وسلم'' سے کیا گیا۔ مضامین کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے چل کر دینی صحافت میں جلد مقام حاصل کر لے گا۔ مدیر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو انشاء اللہ ہم ''الھدیٰ'' اکابر اہل علم و فضل کی سرپرستی میں علمی فکری' نظریاتی اور اصلاحی تحریک کے طور پر اردو عربی انگلش و سندھی زبانوں میں شائع کریں گے۔ مسلمانوں کے ہر گھر میں پہنچائیں گے۔ اللہ پاک ادارہ کے عزائم کو بار آور فرمائیں اور مجلّہ ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہو۔

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی نرخ

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: -/150	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: -/75	خاتم النبیین حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: -/70	تحفہ قادیانیت جلد اول مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: -/150
تحفہ قادیانیت جلد دوم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: -/150	تحفہ قادیانیت جلد سوم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: -/150	تحفہ قادیانیت جلد چہارم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: -/150	تحفہ قادیانیت جلد پنجم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: -/150
احتساب قادیانیت جلد اول مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: -/100	احتساب قادیانیت جلد دوم مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: -/125	احتساب قادیانیت جلد سوم مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: -/125	احتساب قادیانیت جلد چہارم حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: -/125
احتساب قادیانیت جلد پنجم مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: -/125	احتساب قادیانیت جلد ششم قاضی سلیمان منصورپوریؒ پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ قیمت: -/125	احتساب قادیانیت جلد ہفتم مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: -/125	احتساب قادیانیت جلد ہشتم مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: -/125
احتساب قادیانیت جلد نہم مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: -/125	احتساب قادیانیت جلد دہم مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ قیمت: -/125	قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: -/100	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: -/50
قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: -/50	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: -/100	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: -/80	رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبداللطیف مسعود قیمت: -/100

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/600، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1000

رابطہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122 583486

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا مستحسن اقدام!!

ملک بھر کے مدارس سے اپیل!

نئے تعلیمی سال شوال المکرم ۱۴۲۴ھ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے عالیہ سال اول میں ’’آئینہ قادیانیت‘‘ کو شامل نصاب کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وفاق المدارس سے وعدہ کیا تھا کہ اصل لاگت پر یہ کتاب مدارس اور طلباء کو مہیا کی جائے گی۔ ’’آئینہ قادیانیت‘‘ تین صد صفحات کی کتاب ہے۔ خوبصورت مجلد رنگین ٹائٹل‘ عمدہ کاغذ و طباعت پر لاگت قیمت پچاس روپے رکھی گئی ہے۔ مدارس عربیہ کے مہتمم حضرات اور طلباء سے گزارش ہے کہ وہ کسی بھی مکتبہ والوں سے یہ کتاب خریدیں تو پچاس روپے سے زائد ادائیگی ہرگز نہ کریں۔ مکتبہ والوں کو ہم چالیس روپے پر یہ کتب مہیا کریں گے۔ وہ پچاس روپے پر فروخت کریں گے۔ اس سے زائد اخلاقاً و قانوناً ممنوع ہوگا۔ مبلغین ختم نبوت سے گزارش ہے کہ وہ مدارس میں جہاں مشکوٰۃ تک تعلیم ہے۔ ان کے مہتمم حضرات سے مل کر صورت حال واضح کردیں۔ چاروں صوبوں میں یہ کتاب ذیل کے مقامات سے مل سکتی ہے۔ یا براہ راست دفتر مرکزیہ ملتان سے رجوع کریں۔ مطلوبہ تعداد میں کتاب ان کو بھجوادی جائے گی۔

۱......مکتبہ لدھیانوی دفتر ختم نبوت مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: 7780337
۲......مکتبہ لدھیانوی نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی
۳......مکتبہ بینات ″ ″ کراچی
۴......مکتبہ بنوریہ ″ ″ کراچی
۵......دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آٹو بھان روڈ لطیف آباد نمبر ۲/ حیدرآباد فون: 869948
۶......دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مینارہ معصوم شاہ روڈ سکھر فون: 25463
۷......دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن ۵ حسین سٹریٹ مسجد عائشہ لاہور فون: 5862404
۸......ادارہ ختم نبوت ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 7232926
۹......مکتبہ ختم نبوت ۸۵ سرکلر روڈ لاہور فون: 7232926
۱۰......دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اندرون سیالکوٹی گیٹ گوجرانوالہ فون: 215663
۱۱......دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مکان نمبر/ بی۔۱۱۵۹/گلی نمبر۴۹/۳/۱/۶/G اسلام آباد فون: 2829186
۱۲......دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آرٹ سکول روڈ کوئٹہ فون: 841995
۱۳......ادارہ تالیفات اشرفیہ نزد چوک فوارہ ملتان فون:

ملک بھر کے ختم نبوت کے دفاتر سے بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ یا براہ راست ذیل کے پتہ پر رجوع کریں۔

دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘ حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔ ☆ مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام تبلیغی، اصلاحی پروگرام اور سرگرمیاں ☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون وبیرون ملک ۵۰ دفاتر ومراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔ ☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ☆ مجلس کے زیر اہتمام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ''ماہنامہ لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔ ☆ چناب نگر میں مجلس کے زیر اہتمام دو عظیم الشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔ ☆ ختم نبوت خط وکتابت کورس کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے آگاہی ☆ مجلس کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے' مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔ ☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی کر رہی ہے۔ ☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین' اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔ ☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں' زکوٰۃ' صدقات اور عطیات عالمی مجلس کو دے کر اسکے بیت المال کو مضبوط کریں۔ ☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

تمام پروگرام حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم کی ہدایات اور رہنمائی میں ترتیب دیئے جاتے ہیں۔

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

اسلام آباد G-6-1-3 2829186	گوجرانوالہ سیالکوٹی گیٹ 215663	لاہور عائشہ مسجد 5862404	ملتان حضوری باغ روڈ 514122	سرگودھا لکڑ منڈی 710474	چناب نگر مسلم کالونی 212611	جھنگ 613295	ٹوبہ ٹیک سنگھ اقبال نگر 510711	چیچہ وطنی 611618	خانیوال بستی سراجیہ 51786	منڈی بہاؤالدین محلہ صوفی پورہ 503042
عارف والہ 32765	بہاولپور 876105 PP 888211	بہاولنگر 74682	رحیم یار خان 70418	کراچی [illegible] 7780337	حیدرآباد 869948	سکھر [illegible] 25913	ٹنڈو آدم جامع مسجد ختم نبوت 71613	گولارچی [illegible] 53055	کوئٹہ آرٹ سکول روڈ 841995	ژوب 412730

شعبہ نشر واشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

نیا ویب سائٹ ایڈریس: www.khatm-e-nubuwwat.com
http://www.lolaak.clickhere2.net
قیمت فی شمارہ -/10 روپے